صرف احمدی نوجوانوں کے لیے

ماہنامہ

خالد

مدیر
اسفندیار منیب

جون 2001ء

مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی انعامات تقسیم فرماتے ہوئے
بر موقع مجلس مشاورت منعقدہ 24,23 مارچ 2001ء
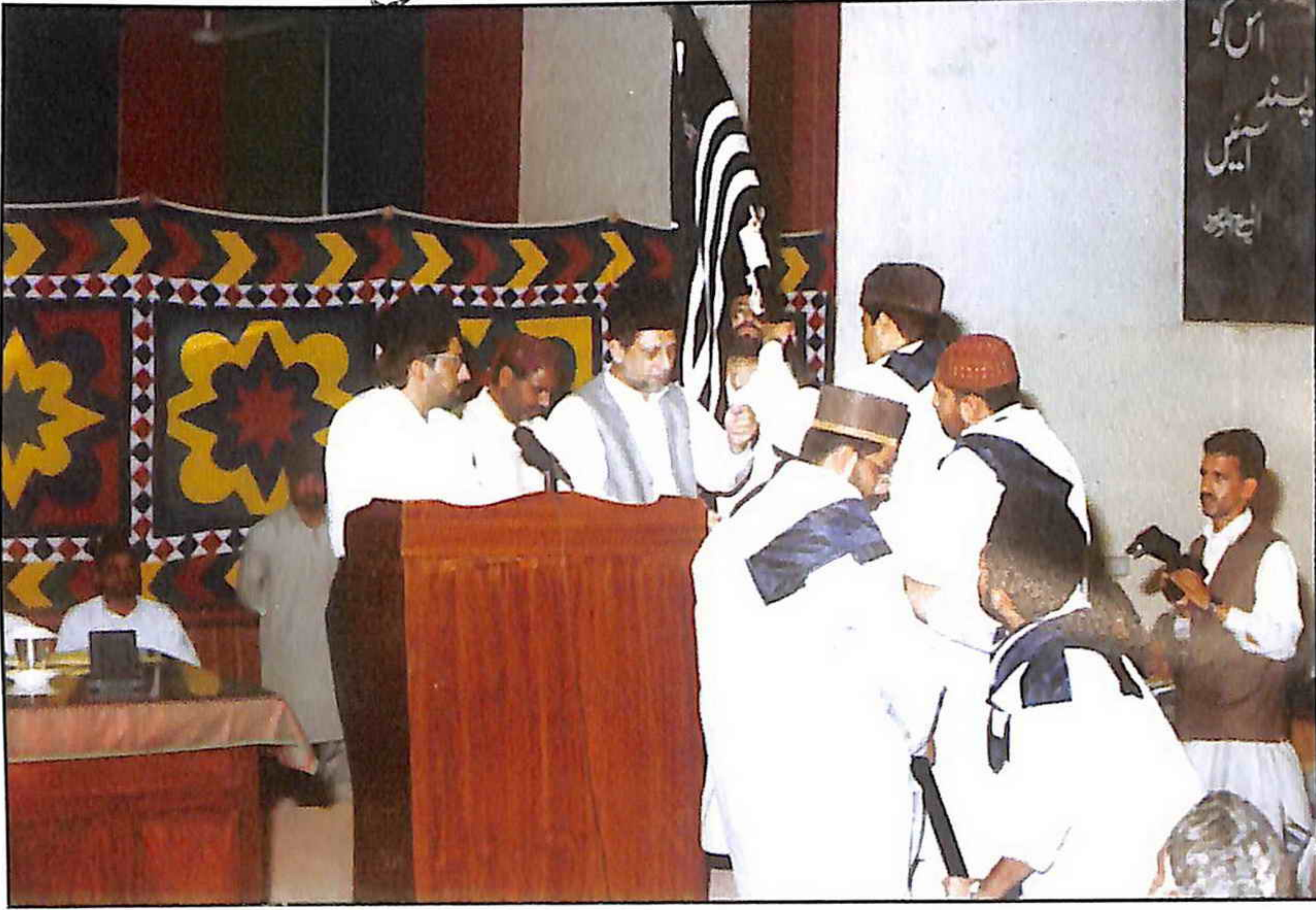
خلافت جوبلی علم انعامی خدام برائے سال 2000ء۔1999ء مکرم محمد محمود مودی صاحب قائد مجلس نارتھ کراچی علم انعامی حاصل کرتے ہوئے

خلافت جوبلی علم انعامی اطفال سال 2000ء۔1999ء مکرم حافظ راشد جاوید صاحب ناظم اطفال ربوہ علم انعامی حاصل کرتے ہوئے

تقسیم انعامات۔ تصویری جھلکیاں

فٹ بال

مہمان خصوصی مکرم ملک خالد مسعود صاحب ناظر امور عامہ

بیڈمنٹن و ٹیبل ٹینس

مہمان خصوصی مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب

جون 2001ء، احسان 1380 ھش

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	سوموار	اتوار	ہفتہ
1						30
8	7	6	5	4	3	2
15	14	13	12	11	10	9
22	21	20	19	18	17	16
29	28	27	26	25	24	23

صرف احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ

خالد

جلد نمبر 48 شمارہ نمبر 6

جون 2001ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قیمت ۱۰ روپے .... سالانہ ۱۰۰ روپے
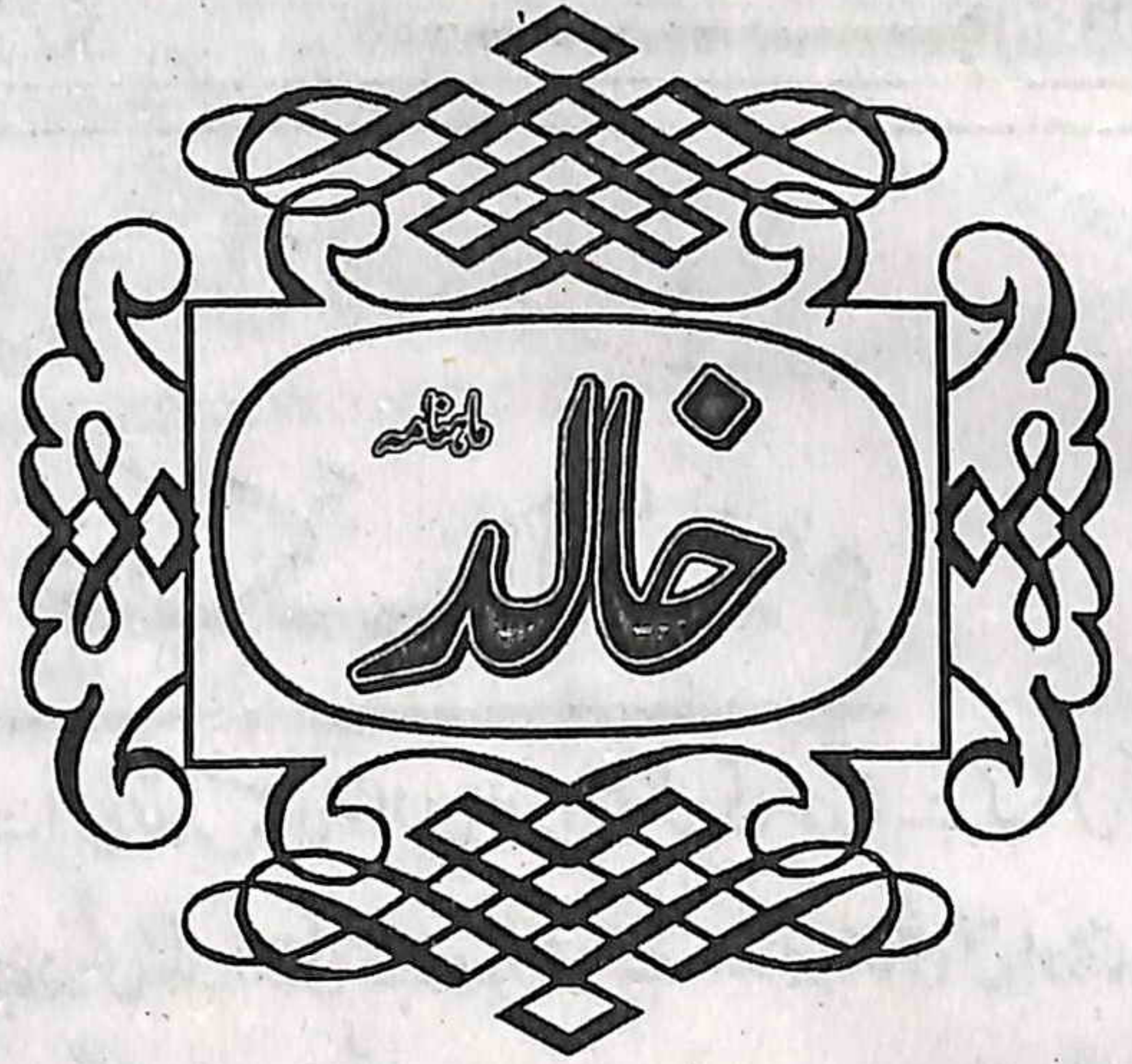
مدیر
اسفند یار منیب

نائبین
منصور احمد نور الدین - فرید احمد ناصر

معاونین
احمد طاہر مرزا - میر انجم پرویز

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر
ٹائٹل ڈیزائننگ: شیخ خالد محمود پانی پتی
پیج لے آؤٹ: شیخ نصیر احمد
پبلشر: قمر احمد محمود
مینیجر: سلطان احمد خالد
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)
مقام اشاعت: ایوان محمود دار الصدر جنوبی

اداریہ

عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی ذات والاصفات اس قدر حسین توازن اور اعتدال کی مرقع ہے کہ جس کی نظیر سلسلہ انبیاء میں بھی ناپید ہے۔ وہ شرقی ہے نہ غربی، عربی ہے نہ عجمی، بلکہ آفاقی ہے، ہمہ جہتی ہے۔ جو ہر متلاشی حق اور محتاجِ ہدایت کو نشانِ منزل بن کر منزلِ مقصود تک پہنچاتی ہے اور ہر آہوئے گم گشتہ کو حریمِ قدس میں لے جاتی ہے۔ جہاں اُسے گفتار الٰہی سے مطلع اور دیدارِ الٰہی سے مشرف کیا جاتا ہے۔

قرآن شریف نے آنحضور ﷺ کی پرتاثیر دعاؤں، قوتِ قدسیہ کے بے نظیر اعجاز اور آپ کی سچی اتباع واقتداء کے نتیجہ میں رونما ہونے والے اس حیرت انگیز انقلاب کا تذکرہ بارہا فرمایا ہے۔ جو اوّل عرب کے بیابانی ملک میں برپا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے جمیع اقطار میں پھیل گیا جہاں پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور ہزاروں سال کے مُردے زندہ ہو گئے۔ شرابِ ناب میں غرق محبتِ الٰہی سے مخمور ہو گئے اور ہوائے نفس کے شکار تابع فرمانِ خدا ہو کر نورٌ علیٰ نور ہو گئے۔

اللھم صل علی محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین.

آج جب کہ ظہر الفساد فی البر والبحر کا عملی ظہور ہو رہا ہے اور مادیت میں گھرا ہوا انسان نجات ورستگاری کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ ہم بنی نوع انسان کو رسول کریم ﷺ کی حقیقی غلامی اختیار کرنے کی پُرزور دعوت دیتے ہیں۔ ایسی غلامی جس پر صدقے ہزار آزادی۔ ہم ہر فردِ بشر کو آنحضور ﷺ کی سچی اقتداء واتباع کی طرف بلاتے ہیں کہ یہی نشانِ منزل اور یہی قبلہ نما ہے۔

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے ۔۔۔ کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے ۔۔۔ اندھیرے گھر کا میرے وہ دِیا ہے
خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا ۔۔۔ وہی اک راہِ دیں کا رہنما ہے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

وُہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مِرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اِک دُوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدرالدجیٰ یہی ہے

وُہ یارِ لامکانی ، وُہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہ نُما یہی ہے

وُہ آج شاہِ دیں ہے وُہ تاجِ مرسلیں ہے
وُہ طیب و امیں ہے اُس کی ثناء یہی ہے

آنکھ اس کی دُوربیں ہے دِل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عینُ الضیاء یہی ہے

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہُوا ہوں
وُہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خُدایا
وُہ جس نے حق دِکھایا وُہ مہ لِقا یہی ہے

(درِ ثمین)

☆☆☆

آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

"درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی آل و اصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالمِ گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا اور وہ مربّی اور نفع رساں کہ جو بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہِ راست پر لایا وہ محسن اور صاحبِ احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلا سے چھوڑایا۔ وہ نور اور نور افشاں کہ جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا وہ حکیم اور معالج زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلوں کا راستی پر قدم جمایا وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مُردوں کو زندگی کا پانی پلایا۔ وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے امت کے لئے غم کھایا اور درد اٹھایا وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے منہ سے نکال کر لایا۔ وہ حلیم اور بے نفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک سے ملایا۔ وہ کامل موحد اور بحرِ عرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا وہ معجزۂ قدرتِ رحمٰن کہ جو اُمّی ہو کر سب پر علوم حقانی میں غالب آیا اور ہر یک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کا ملزم ٹھہرایا۔

در دلم جوشد ثنائے سرورے - آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل - آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد نمبر ا صفحہ ۱۷)

☆☆☆

سیرت النبی ﷺ

صادقِ کامل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(مکرم طاہر احمد مختار صاحب۔ گوجرہ)

جب آنحضرت ﷺ نے دعوتِ اسلام شروع کی اور ایک پہاڑی پر چڑھ کر قریش کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ "اگر مَیں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کی پچھلی وادی میں ایک بڑا لشکر جمع ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے؟ تو باوجود اس کے کہ بظاہر یہ بات بالکل بعید از امکان تھی۔ سب نے کہا:۔

"ہاں! ہم مانیں گے کیونکہ ہم نے تجھ کو ہمیشہ صادق ہی پایا ہے"۔ اس پر آپؐ نے فرمایا:۔

"تو پھر مَیں تم کو بتاتا ہوں کہ اللہ کا عذاب تمہارے قریب آرہا ہے جس سے اپنے بچاؤ کا سامان کرلو"۔

(بخاری کتاب التفسیر باب وانذر عشیرتک الاقربین)

پھر النظر بن الحارث اشد ترین معاندین اسلام میں سے تھا لیکن جب اس نے کسی شخص کو یہ کہتے سُنا کہ نعوذ باللہ محمد (ﷺ) سچے نہیں ہیں تو بے اختیار ہو کر بولا:۔

"محمدؐ تم میں ہی ایک چھوٹا سا بچہ تھا اور وہ تم سب میں سے زیادہ پسندیدہ اخلاق والا تھا اور سب سے زیادہ راست گو تھا اور سب سے زیادہ امین تھا اور اس کے متعلق تمہاری یہی رائے رہی۔ حتّٰی کہ جب تم نے اس کی زلفوں میں سفیدی دیکھی اور وہ بڑھاپے کو پہنچا اور وہ تمہارے پاس وہ کچھ لایا جو کہ وہ لایا تو تم یہ کہنے لگے کہ وہ ساحر ہے۔ اور جھوٹا ہے۔ خدا کی قسم وہ جھوٹا اور ساحر تو ہرگز نہیں"۔ (سیرت ابن ہشام مترجم جلد اوّل صفحہ ۳۲۳)

ابوسفیان ہرقل شہنشاہ روم کے سامنے پیش ہوا۔ تو ہرقل نے اس سے آنحضرت ﷺ کے بارے میں پوچھا:

"کیا تم نے اس دعویٰ سے پہلے کبھی اس شخص کا کوئی جھوٹ دیکھا؟

ابوسفیان اس وقت آنحضرتؐ سے برسرپیکار تھا لیکن اس سوال کے جواب میں اُسے بھی بجز "لا" یعنی "نہیں" کے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ اسی طرح ہرقل نے ایک سوال یہ بھی کیا کہ مَاذَا یَاْمُرُکُمْ؟ یعنی وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ اس کے جواب میں ابوسفیان نے کہا:۔

"آپ ہمیں خدائے واحد کی عبادت کرنے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دیتے ہیں اور کہتے ہیں اپنے آباؤ اجداد کے طریق کو چھوڑ دو اور ہمیں نماز، سچ بولنے اور پرہیزگاری اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں"۔ (صحیح بخاری باب بدء الوحی)

ابوجہل جیسا معاند جو آپ کے خون کا پیاسا تھا ایک دفعہ زمانہ نبوت میں آپؐ کو مخاطب ہو کر کہنے لگا:۔

"اے محمدؐ! ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اس بات کو جھٹلاتے ہیں جو تُو لایا ہے"۔

(ترمذی ابواب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الانعام)

امیہ بن خلف آنحضرت صلعم کا جانی دشمن تھا لیکن جب حضرت سعدؓ بن معاذ نے اس کو یہ خبر سنائی کہ آنحضرتؐ نے تیری موت کی پیشگوئی کی ہے تو اُس کے اوسان خطا ہوگئے اور اس نے گھر جاکر اپنی بیوی سے یہ ذکر کیا اور کہا:

"خدا کی قسم۔ محمدؐ جب کوئی بات کہتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا"۔ (بخاری کتاب المغازی)

جب آنحضرتؐ کے پاس پہلی دفعہ خدائی فرشتہ وحی

لے کر آیا اور آپ نے سخت گھبرا کر حضرت خدیجہؓ سے کہا کہ مجھے تو اپنے نفس کے متعلق ڈر پیدا ہو گیا ہے۔ تو (حضرت) خدیجہؓ نے جو محرمِ حال تھیں بے ساختہ طور پر یہ الفاظ کہے کہ:۔

"ہرگز نہیں ہرگز نہیں! خدا کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں اور صادق القول ہیں اور لوگوں کے بوجھ بٹاتے ہیں اور آپ نے گمشدہ اخلاق کو اپنے اندر جمع کیا ہے اور آپ مہمان نواز ہیں۔ اور حق کی راہ میں لوگوں کے مددگار ہوتے ہیں"۔ (بخاری باب بدء الوحی)

یہ اس معزز خاتون کی شہادت ہے جو دن رات اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے سوتے جاگتے آپ کو دیکھتی تھیں۔

اللھم صل علی محمد و بارک وسلم

☆☆☆

یاددہانی رپورٹ کارروائی یوم تحریک جدید

مجلس مشاورت کے فیصلہ کی تعمیل میں امراء و صدر صاحبان کو سال رواں کا پہلا یوم تحریک جدید مورخہ 6 اپریل 2001ء کو منانے کی تحریک کی گئی تھی اور اس کی کارروائی کی رپورٹ بھجوانے کی درخواست بھی کی گئی تھی۔

امراء و صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ براہِ مہربانی "یوم تحریک جدید" کی رپورٹس جلد ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔ اگر کسی وجہ سے کسی جگہ 6 اپریل کو یوم تحریک جدید نہیں منایا جا سکا تو جماعتی فیصلہ کے تحت اپنی سہولت اور حالات کے مطابق کسی بھی مناسب تاریخ کو "اجلاس یوم تحریک جدید" کر کے رپورٹ ارسال فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(مکرم مرزا عرفان قیصر صاحب۔ خانقاہ ڈوگراں)

انصاف

بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی اس پر لوگوں نے چاہا کہ کون ہے جو رسول کریمؐ سے اس عورت کے معاملہ میں سفارش کرے لیکن کسی نے اس کی جرأت نہ کی (کیونکہ رسول کریمؐ حدود کے قائم کرنے میں بڑے سخت تھے) آخر اسامہ بن زیدؓ نے رسول کریمؐ سے ذکر کیا مگر آپؐ نے جواب دیا کہ بنی اسرائیل کی عادت تھی کہ جب ان میں کوئی امیر اور بااثر آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے مگر جب کوئی غریب چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے، مگر میرا یہ حال ہے کہ اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں۔

(بخاری کتاب المناقب باب ذکر اسامہ بن زیدؓ)

غیرت دینی

رسول کریمؐ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمدؐ اپنے بعد مجھے حاکم مقرر کر دیں تو میں ان کا متبع ہو جاؤں اور اس وقت وہ اپنے ساتھ اپنی قوم میں سے ایک جماعت کثیر ساتھ لایا تھا۔ رسول کریمؐ یہ بات سن کر اس کی طرف آئے آپؐ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ کا ٹکڑا تھا۔ آپ آئے یہاں تک کہ مسیلمہ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور وہ اپنے ہاتھیوں میں بیٹھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے یہ شاخ بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں اور جو کچھ خدا نے تیرے لئے مقدر کیا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھے گا اور اگر تو پیٹھ پھیر کر چلا جائے گا تو اللہ تعالیٰ تیری کونچیں کاٹ دے گا۔

(بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفہ و حدیث ثمامۃ بن اُثال)

ذکرِ الٰہی کی تڑپ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو بوجہ سخت ضعف کے نماز پڑھانے پر قادر نہ تھے اس لئے آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

حضرت ابوبکرؓ کو نماز کا حکم دینے کے بعد جب نماز شروع ہو گئی تو آپؐ نے مرض میں کچھ کمی محسوس کی۔ تب آپؐ اس حال میں نکلے کہ دو آدمی آپؐ کو سہارا دے کر لے جا رہے تھے اور اس وقت میری آنکھوں کے سامنے وہ نظارہ ہے کہ شدت درد کی وجہ سے آپؐ کے قدم زمین سے چھوتے جاتے تھے۔ آپؐ کو دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ نے ارادہ کیا کہ پیچھے ہٹ آئیں۔ اس ارادہ کو معلوم کر کے رسول کریمؐ نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ پھر آپؐ کو وہاں لایا گیا اور آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے اس کے بعد رسول کریمؐ نے نماز پڑھنی شروع کر دی اور حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کی اور باقی لوگ حضرت ابوبکرؓ کی نماز کی اتباع کرنے لگے۔

(بخاری کتاب الآذان باب حد المریض ان یشھد الجماعۃ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

رسول کریمؐ رات کو تہجد کی نماز اس قدر لمبی ادا فرمایا کرتے کہ آپؐ کے قدم مبارک سوج جاتے۔

(بخاری کتاب التھجد)

شجاعت

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ آپ سے کسی نے کہا کہ کیا تم لوگ جنگ حنین کے دن رسول کریمؐ کو

چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ آپؓ نے جواب میں کہا کہ رسول کریمؐ نہیں بھاگے۔ ہوازن ایک تیرانداز قوم تھی اور جب ہم ان سے ملے تو ہم نے اُن پر حملہ کیا اور وہ بھاگ گئے۔ ان کے بھاگنے پر مسلمانوں نے ان کے اموال جمع کرنے شروع کئے لیکن ہوازن نے ہمیں مشغول دیکھ کر تیر برسانے شروع کئے پس اور لوگ تو بھاگے مگر رسول کریمؐ میدان میں ثابت قدم رہے بلکہ اس وقت میں نے دیکھا تو آپؐ اپنی سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان نے آپؐ کے خچر کی لگام پکڑی ہوئی تھی اور آپؐ فرما رہے تھے:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ - اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ

"میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہوں"۔

(بخاری کتاب الجهاد باب من قاددابة غيره فى الحرب)

امانت و دیانت

حضرت عقبہؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ کے پیچھے مدینے میں عصر کی نماز پڑھی۔ پس آپ نے سلام پھیرا اور جلدی سے کھڑے ہوگئے اور لوگوں میں سے تیزی سے گذرتے ہوئے اپنی بیویوں میں سے ایک کے حجرہ کی طرف تشریف لے گئے۔ لوگ آپؐ کی اس جلدی کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ پھر جب باہر تشریف لائے تو معلوم کیا کہ لوگ آپؐ کی جلدی پر متعجب ہیں تب آپؐ نے فرمایا کہ مجھے یاد آ گیا کہ تھوڑا سا سونا ہمارے پاس رہ گیا ہے اور میں نے ناپسند کیا کہ وہ میرے پاس پڑا رہے اس لئے میں نے جا کر حکم دیا کہ اسے تقسیم کر دیا جائے۔

(بخاری کتاب الصلوٰة باب من صلى بالناس فذكر حاجةً)

دوسروں کی تکلیف کا احساس

ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں بعض دفعہ نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ نماز کو لمبا کروں مگر کسی بچہ کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو اپنی نماز کو اس خوف سے کہ کہیں میں بچہ کی ماں کو مشقت میں نہ ڈالوں مختصر کر دیتا ہوں"۔

(بخاری کتاب الصلوٰة باب من اخف الصلوٰة عندبكاء الصبى)

ہر کام میں صحابہؓ کے شریک ہوتے

حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو جنگ احزاب میں اس حالت میں دیکھا ہے کہ آپؐ بھی مٹی ڈھو رہے تھے۔ اور آپؐ کے پیٹ پر مٹی پڑی ہوئی تھی اور آپؐ یہ فرماتے جاتے تھے۔

الٰہی اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو ہمیں ہدایت نصیب نہ ہوتی اور نہ ہم صدقہ دیتے نہ نمازیں پڑھتے۔ پس ہم پر اپنی طرف سے تسلی نازل فرما اور اگر جنگ پیش آئے تو ہمارے پاؤں کو ثبات دیجئے وہ دشمن کے مقابلہ میں بالکل نہ ڈگمگائیں۔ الٰہی یہ کافر ظلم اور زیادتی سے ہم پر حملہ آور ہو گئے ہیں اور ہمارے خلاف انہوں نے بغاوت کی ہے کیونکہ انہوں نے ہمیں شرک و کفر میں مبتلا ہونے کی دعوت دی ہے اور ہم نے ان کی بات کے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

(بخاری کتاب الجهاد باب حضر الخندق)

تحمل و بردباری

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ:-

ایک دفعہ وہ آنحضرتؐ کے ساتھ تھے اور آپ کے ساتھ اور بھی لوگ تھے آپ غزوۂ حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے راستہ میں کچھ بادیہ نشین عرب آ گئے اور آپ کے پیچھے پڑ گئے اور آپ سے سوال کرنے لگے۔ اور آپؐ پر اس قدر زور ڈالا کہ ہٹاتے ہٹاتے کیکر تک لے گئے جس سے آپؐ کی چادر پھنس گئی۔ پس آپ ٹھہر گئے اور فرمایا کہ میری چادر مجھے پکڑا دو۔ اگر ان کانٹے دار درختوں کے برابر بھی میرے پاس اونٹ ہوتے (یعنی بہت کثرت سے ہوتے) تو بھی

میں سب تم میں تقسیم کر دیتا اور تم مجھ کو بخیل جھوٹا اور بزدل نہ پاتے۔

(بخاری کتاب الجہاد باب ما کان النبیؐ یعطی المؤلفة قلوبھم)

''حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آنحضرتؐ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپؐ نے ایک نجران کی بنی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی تھی جس کے کنارے بہت موٹے تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی آپؐ کے قریب آیا اور آپ کو بڑی سختی سے کھینچنے لگا۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ اس کے سختی سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کی رگڑ سے آپ کی گردن پر خراش ہوگئی۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ آپؐ کے پاس جو مال ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی دلوائیں پس آپؐ نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اسے کچھ دے دو۔

(بخاری کتاب الجہاد باب ما کان النبیؐ یعطی المؤلفة قلوبھم)

☆☆☆

نماز اور اس کا طریق

(شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے نماز باترجمہ شائع کی ہے۔ اس شائع کردہ نماز میں احادیث نبویؐ کی روشنی میں نماز کا طریق اور دعائیں درج کی گئی ہیں۔ آنحضرتؐ نے نماز میں مختلف مواقع پر کئی ایک دعائیں کی ہیں اس لئے ان تمام دعاؤں کا بیان اس مختصر کتابچہ میں تو ممکن نہیں تھا تاہم کوشش کی گئی ہے کہ ہر ایک موقع کی دعاؤں کا نمونہ ضرور تحریر کر دیا جائے۔ مثلاً حضور انور نے ۱۸ فروری ۲۰۰۰ء کو بیت الفضل لندن میں منعقدہ ایک مجلس سوال و جواب میں توجہ دلائی کہ حدیث کی روایات کے مطابق۔

"حضور اکرمؐ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي...... والی دعا "اللہ اکبر" کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ یعنی تکبیر تحریمہ کے ذریعے سے نماز شروع کرنے کے بعد حضور اکرمؐ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حدیث میں "انی وجھت" کی بجائے "وجھت" سے یہ دعا شروع ہوتی ہے"۔ (یہ روایت حضرت علیؓ کی ہے)

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ)

نیز سنن ابو داؤد میں ہی تکبیر تحریمہ کے بعد "سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ" والی دعا پڑھنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔

اسی طرح دو سجدوں کے درمیان بھی آنحضرتؐ دعا کیا کرتے تھے جو مختلف مواقع پر حضور اکرمؐ نے مختلف الفاظ میں کی ہیں۔ مثلاً جامع الترمذی میں دعا بین السجدتین کے بارہ میں حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت ہے کہ حضور اکرمؐ یہ دعا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ.

اسی طرح سنن ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب مایقول بین السجدتین میں آنحضرتؐ کے بارہ میں روایت ہے کہ حضور سجدوں کے درمیان یہ دعا کیا کرتے تھے۔

(۱) رَبِّ اغْفِرْلِيْ رَبِّ اغْفِرْلِيْ

(۲) رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَارْفَعْنِيْ

تو یہ بہت سی مختلف دعائیں ہیں جن کا ذکر احادیث میں ملتا ہے لیکن اس سلسلے میں حضور انور کی یہ بنیادی نصیحت یاد رکھنی چاہیے کہ:

"اس سلسلے میں جو وہم پیدا ہوتے ہیں لوگوں کو کہ یہ دعا پڑھیں یا وہ پڑھیں جب یہ روایات دیکھیں گے تو پتہ چلے گا کہ بہت زیادہ دوسری دعائیں ہیں جو کی جاتی تھیں اور وجھت والی دعا کے بعد بھی اور بہت سی دعائیں پڑھی جاتی تھیں۔ صرف اسی پہ بس نہیں کی جاتی تھی۔ تو اس لئے توہمات میں نہیں پڑنا چاہیے"۔

(مجلس عرفان ۱۸ فروری ۲۰۰۰ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم نماز باترجمہ یاد کریں اور پنجگانہ نماز باجماعت ادا کرنے والے بنیں۔ (آمین)

☆☆☆

ایک صدی پہلے

مختصر تاریخ جماعت احمدیہ بابت مئی، جون ۱۹۰۱ء

(مکرم احمد طاہر مرزا صاحب۔ ربوہ)

جماعت احمدیہ کی تاریخ ماہ مئی، جون ۱۹۰۱ء کے بعض کوائف مختصراً پیش کئے جا رہے ہیں۔

بعض مضامین وکتب کی اشاعت

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے جون ۱۸۸۹ء کو ایک کتاب جس کا نام تھا لیکچر گناہ تصنیف کی اس کتاب میں آپ نے گناہ کی حقیقت وفلاسفی پیش کی۔

(لیکچر گناہ مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ جون ۱۸۸۹)

اس کے علاوہ جناب ابو یوسف مبارک علی صاحب سیالکوٹی نے القول الجمیل فی تصدیق المثیل ۱۸۹۰ء میں سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تائید میں لکھی جو پنجاب پریس سیالکوٹ سے شائع ہوئی۔ نیز حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی "الجواب" بھی ۱۸۹۳ء کو شائع ہوئی۔ سیرۃ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر سب سے اوّل حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے مضامین وتحریرات رقم فرمائیں۔ اس کے علاوہ اگر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کے خطبات جمعہ کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے۔ تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شاذ ہی کوئی ایسا خطبہ ہو جس میں سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی سیرۃ وسوانح کا ذکر نہ ہو۔

الحکم ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۱ء میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کے کئی خطبات اور مضامین سیرۃ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق شائع ہوئے۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا ایک لیکچر بعنوان "حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے کیا تجدید اور اصلاح کی" جو آپ نے ۱۸۹۸ء میں لکھا آپ کی کتاب "سیرۃ مسیح موعود" مطبوعہ ۱۹۰۱ء کے ساتھ شائع ہوا۔ اس میں بھی آپ کی سیرۃ وشمائل کے بعض پہلو پیش کئے گئے ہیں۔

حضرت مولانا صاحب کے بعض مضامین بابت سیرۃ وشمائل شائع ہوتے رہے۔ (الحکم مئی جون ۱۹۰۱ء)

ڈائری حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ڈائری ابتدائی طور پر حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رقم کرتے رہے۔ تاہم اس ڈائری کا ذکر یہ بزرگان الگ طور پر نہیں بلکہ اپنے خطبات اور مضامین میں اس کو بیان فرماتے تھے۔ باقاعدہ طور پر حضرت اقدس کی ڈائری حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی، حضرت مفتی محمد صادق صاحب، حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی، حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکمل اور دیگر کئی احباب رقم فرماتے تھے۔ ماہ مئی جون میں سیدنا حضرت اقدس کی ڈائری جو الحکم میں شائع ہوتی رہی وہ زیادہ تر حضرت مفتی محمد صادق صاحب وحضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی مرتب کردہ ہے۔

(الحکم مئی وجون ۱۹۰۱ء)

مکتوبات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ہزاروں کی تعداد میں اپنے دوست احباب اور معترضین وسائلین کو خطوط رقم فرمائے۔ بعض خطوط کے جوابات سیدنا حضرت اقدس کے ارشادات پر آپ کے رفقاء بھی دیتے۔ ۱۸۹۰ء سے ۱۹۰۸ء تک جن بزرگان کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ ان میں حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل۔ حضرت مولانا

عبدالکریم صاحب سیالکوٹی، حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی، حضرت مولوی محمد احسن امروہی صاحب، حضرت مفتی محمد صادق صاحب، اور حضرت پیر منظور محمد صاحب کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان بزرگ ہستیوں نے سیدنا حضرت اقدس کے ارشادات پر سینکڑوں خطوط کے جوابات ارسال کئے۔ ماہ مئی و جون میں سیدنا حضرت اقدس کے مندرجہ ذیل شخصیات کے نام مکتوبات شامل ہیں۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب، محمد ولی اللہ صاحب پادری اور پادری جوالا سنگھ۔ (الحکم ۳ مئی۔ ۱۷، ۲۴، ۳۰ جون ۱۹۰۱ء)

تیاری تعمیر منارۃ المسیح

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ارشاد پر منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام جاری رہا۔ اور ماہ مئی ۱۹۰۱ء میں منارۃ المسیح کی اینٹوں کی تھپائی، انہیں پکانے کے لئے بھٹے پر چڑھائی کا کام جاری رہا۔ اور یومیہ اس کام پر قریباً ایک صد روپے خرچ ہوتے رہے۔ (الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۴)

مہمانان گرامی

قادیان میں حسب دستور مہمانانِ گرامی کی آمد و روانگی کا سلسلہ جاری رہا اور بیسیوں مہمانان ماہ مئی و جون میں اپنی روحانی تشنگی بجھانے کے لئے قادیان تشریف لائے۔ خصوصاً حیدر آباد دکن سے حضرت میر محمد سعید صاحب و حضرت سید محمد رضوی صاحب وکیل یکے از ۳۱۳ نے قریباً ایک ہفتہ قادیان میں قیام کیا۔ (الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۱)

معمولات قادیان

ماہ مئی جون ۱۹۰۱ء میں حسب سابق روزانہ کئی احباب اور مہمانان گرامی بغرض زیارت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ قادیان تشریف لاتے رہے۔ لنگر خانہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سے سینکڑوں مہمانان و احباب کرام فیض یاب ہوتے رہے۔

ماہ مئی جون ۱۹۰۱ء میں سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے سائلین کو خطوط رقم فرمائے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ارشاد کے مطابق بعض استفسارات کے جوابات حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی، حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب اور دیگر رفقاء حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ دیتے رہے۔ اخبار الحکم میں بعض خطوط اور ان کے جوابات شائع بھی ہوتے رہے۔

قادیان دارالامان میں حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب، حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی پنجگانہ نمازیں اور جمعۃ المبارک پڑھاتے رہے۔

(اخبار الحکم مئی، جون جولائی ۱۹۰۱ء زیر عنوان دارالامان)

☆☆☆

میٹرک کا امتحان دینے والے طلباء کے لئے

ضروری اعلان

اس سال میٹرک کا امتحان دینے والے ایسے احمدی بچے جو "وقفِ اولاد" کے تحت وقف ہیں یا اب زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ داخلہ کے لئے ابھی سے اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر صاحب، صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو ارسال کریں تا کہ داخلہ کے انٹرویو سے پہلے ضروری کارروائی مکمل کی جا سکے۔

قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔ میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ کی اطلاع دیں۔ خدام الاحمدیہ کی مرکزی تربیتی کلاس ربوہ میں شامل ہوں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

سیرت حضرت مسیح موعودؑ

راست گفتاری

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''تخمیناً پندرہ یا سولہ سال کا عرصہ گذرا ہوگا یا شاید اس سے کچھ زیادہ ہو کہ اِس عاجز نے (دین حق) کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رلیا رام تھا اور وہ وکیل بھی تھا اور امرتسر میں رہتا تھا اور اُس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا۔ چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں (دین حق) کی تائید اور دُوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چھاپ دینے کے لئے تاکید بھی تھی اس لئے وہ عیسائی مخالفتِ مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کے لئے یہ موقع ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک کے رُو سے پانسو روپیہ جُرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے۔ سو اُس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے اِس عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا اور قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو۔ رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ رلیا رام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کیلئے مجھ کو بھیجا ہے اور مَیں نے اُسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیج دیا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا وہ ایک ایسی نظیر ہے جو وکیلوں کے کام آ سکتی ہے۔ غرض مَیں اِس جُرم میں صدر ضلع گورداسپورہ میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لئے مشورہ لیا گیا۔ اُنہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغگوئی کے اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اِس طرح اظہار دے دو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا۔ رلیا رام نے خود ڈال دیا ہوگا اور نیز بطور تسلی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا اور دو جھوٹے گواہ دے کر بریت ہو جائے گی ورنہ صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی نہیں، مگر مَیں نے اُن سب کو جواب دیا کہ مَیں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا جو ہوگا سو ہوگا۔ تب اُسی دن یا دُوسرے دِن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا اور میرے مقابل پر ڈاکخانہ کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے۔ تب مَیں نے بلاتوقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے اور مَیں نے اِس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا' مگر مَیں نے

گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لئے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا بلکہ مَیں نے اِس کو اِس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اِس میں کوئی نج کی بات تھی۔ اِس بات کو سُنتے ہی خدا تعالیٰ نے اِس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانہ جات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں جن کو مَیں نہیں سمجھتا تھا مگر اس قدر سمجھتا تھا کہ ہر یک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو کر کے اُس کی سب باتوں کا ردّ کر دیتا تھا۔ انجام کار جب وہ افسر مدعی اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کے لئے رخصت۔ یہ سن کر مَیں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسنِ حقیقی کا شکر بجالایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو ہی فتح بخشی اور مَیں خوب جانتا ہوں کہ اُس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اُس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ مَیں نے اِس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اُتارنے کے لئے ہاتھ مارا۔ مَیں نے کہا کیا کرنے لگا ہے تب اُس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا اور کہا کہ خیر ہے خیر ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۹۷)

☆☆☆

اعلان ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب معاون صدر خدام الاحمدیہ پاکستان کو 16 مارچ 2001ء بروز جمعۃ المبارک تیسرے بیٹے سے نوازا ہے جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت بچے کا نام "ابشام احمد خان" عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم محمد قاسم خان صاحب نائب ناظر بیت المال (خرچ) کا پوتا اور مکرم ملک عبدالرب صاحب دارالرحمت غربی ربوہ کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو خادم دین بنائے اور لمبی صحت والی زندگی عطا فرمائے۔ (آمین)

قارئین "خالد" کے لئے

قارئین "خالد" سے درخواست ہے کہ جب آپ دفتر خالد سے خط و کتابت کریں تو اپنے خریداری نمبر کے ساتھ ضلع اور مجلس کا حوالہ ضرور دیں۔ آپ کے رسالہ پر ایڈریس کے ساتھ مدت خریداری لکھی ہوئی ہے براہ مہربانی اُسے ضرور دیکھا کریں اور جب آپ کا چندہ ختم ہو رہا ہو تو دفتر خالد میں بروقت چندہ کی ادائیگی کر دیا کریں تاکہ آپ سے ہمارا رابطہ رہے اگر آپ فوری چندہ نہیں بھجوا سکتے تو ہمیں خط لکھ دیا کریں کہ آپ کا رسالہ جاری رکھا جائے۔ چندہ بعد میں ادا کر دیں گے۔ اِس صورت میں آپ کا رسالہ جاری رکھا جائے گا بصورت دیگر چندہ ختم ہونے پر رسالہ روک دیا جاتا ہے۔

(مینیجر ماہنامہ خالد)

اے میرے والے مصطفیٰؐ اے سیّدُ الوریٰؐ

اے شاہِ مکّی و مدَنی سیّدُ الوریٰؐ
تجھ سا مجھے عزیز نہیں کوئی دوسرا

تیرا غلامِ در ہوں ترا ہی اسیرِ عشق
تُو میرا بھی حبیب ہے، محبوبِ کبریاؐ

تیرے جِلَو میں ہی مرا اُٹھتا ہے ہر قدم
چلتا ہوں خاکِ پا کو تری چُومتا ہوُا

تُو میرے دل کا نور ہے اَے جانِ آرزو
روشن تجھی سے آنکھ ہے اے نیّرِ ہُدیٰ

ہیں جان و جسم، سو تری گلیوں پہ ہیں نثار
اولاد ہے، سو وہ ترے قدموں پہ ہے فِدا

تو وہ کہ میرے دل سے جگر تک اُتر گیا
مَیں وہ کہ میرا کوئی نہیں ہے ترے سِوا

اے میرے والے مصطفیٰؐ اے سیّدُ الوریٰؐ
اے کاش ہمیں سمجھتے نہ ظالم جُدا جُدا

ربِّ جلیل کی ترا دل جَلوہ گاہ ہے
سینہ ترا جمالِ الٰہی کا مُستقَر

قبلہ بھی تُو ہے قبلہ نما بھی ترا وجُود
شانِ خدا ہے تیری اداؤں میں جَلوہ گر

نُور و بشر کا فرق مٹاتی ہے تیری ذات
"بعد از خدا بزرگ توئی قِصّہ مختصر"

تیرے حضور تہ ہے مرا زانوئے ادب
مَیں جانتا نہیں ہوں کوئی پیشوا دِگر

تیرے وجود کی ہوں مَیں وہ شاخِ باثمر
جِس پر ہر آن رکھتا ہے ربُّ الوریٰ نظر

ہر لحظہ میرے درپئے آزار ہیں وہ لوگ
جو تجھ سے میرے قُرب کی رکھتے نہیں خبر

مُجھ سے عِناد و بُغض وعداوت ہے اُن کا دیں
اُن سے مُجھے کلام نہیں لیکن اِس قدر

اَے وہ کہ مجھ سے رکھتا ہے پرخاش کا خیال ۔۔۔ اے آں کہ سُوئے مَن بِدویدی بصَد تبر

از باغباں بترس کہ مَن شاخِ مُثمرم

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مُخمّرم

گر کفر ایں بوَد بخُدا سخت کافرم

آزاد تیرا فیض زمانے کی قید سے ۔۔۔ برسے ہے شرق و غرب پہ یکساں ترا کرم

تُو مشرقی نہ مغربی اے نُورِ شش جہات ۔۔۔ تیرا وطن عرب ہے نہ تیرا وطن عجم

تُو نے مجھے خرید لیا اک نِگہ کے ساتھ ۔۔۔ اب تُو ہی تُو ہے تیرے سوا مَیں ہوں کالعدم

ہر لحظہ بڑھ رہا ہے مِرا تجھ سے پیار دیکھ ۔۔۔ سانسوں میں بس رہا ہے تیرا عشق دم بدم

میری ہر ایک راہ تری سمت ہے رواں ۔۔۔ تیرے سوا کسی طرف اُٹھتا نہیں قدم

اے کاش مجھ میں قُوتِ پرواز ہو تو مَیں ۔۔۔ اُڑتا ہوا بڑھوں، تری جانب سوئے حرم

تیرا ہی فیض ہے کوئی میری عطا نہیں ۔۔۔ "ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خُدا دِہم"

یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

جان و دِلم فدائے جمالِ محمدؐ است

خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

(کلام طاہر)

☆☆☆

قسط اوّل

عربی شاعری

(مکرم مقبول احمد ظفر۔ متخصص ادب عربی)

شعر ایسے کلام کو کہتے ہیں جو باوزن، مقفّٰی ہو اور دل کے باریک سے باریک جذبات کی ترجمانی بڑے خوبصورت اور مؤثر انداز میں کرتا ہو۔

ادب میں شعر کی عمر اتنی ہی قدیم ہے جتنا انسان کا کلام کرنا۔ یعنی جب سے انسان نے بات چیت کرنا سیکھا اور اپنے اندرونی جذبات اور خیالات کے اظہار کے لئے الفاظ کا سہارا لینے کے قابل ہوا تو ساتھ ہی شعر بھی وجود میں آ گیا۔ شعر ادب کی ایک عظیم الشان صنف ہے۔ شعر انسان کی گہری جذباتی حالتوں کی عکاسی کرتا ہے۔ شعر شاعر کے اردگرد ہونے والے واقعات اور حوادث کے بارے میں بھی بتاتا ہے یعنی شعر سے ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب یہ شعر وجود میں آیا تو اس زمانہ میں لوگوں کی عادات، لوگوں کے جذبات، لوگوں کے افکار، لوگوں کے اخلاق کیسے تھے۔ ان کے اوپر حکمرانی کرنے والے بادشاہ اور رؤسا ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے تھے اور اس زمانہ میں لوگ کیسی آب و ہوا میں رہتے تھے غرض شعر اپنے اندر اپنا پورے کا پورا زمانہ قید کئے ہوئے ہوتا ہے۔

کسی زبان کا شعر جتنا فصیح و بلیغ ہوگا اسی قدر وہ زبان بھی فصاحت و بلاغت کے درجات کو حاصل کرنے والی ہوگی یا کوئی زبان جس قدر فصیح و بلیغ ہوگی اُسی قدر اُس زبان کا شاعر بھی آسانی کے ساتھ عام فہم انداز میں اپنے ہر قسم کے افکار اور خیالات کا اظہار مکمل شکل میں کر سکے گا۔

عربی زبان کی فصاحت و بلاغت پر ایک دلیل اُس زبان میں لکھا جانے والا شعر بھی ہے جو فصاحت کے درجہ کمال کو پہنچا ہوا ہے۔

عرب شاعر اس آسانی کے ساتھ شعر کے ذریعہ اپنی بڑی بڑی گہری اور اندرونی کیفیات کا اظہار کرتا ہے جس طرح کہ شعر کہنا گویا اس کی روزمرہ کی عام بول چال کی زبان ہو۔ یعنی جس طرح لوگ گھروں اور گلی محلوں میں اپنی مجالس میں اور عام رہن سہن کے معاملات میں بڑی آسانی اور بے تکلفی کے ساتھ نثر میں گفتگو کرتے ہیں۔ عرب شاعر اسی روانی اور بے تکلفی کے ساتھ شعر کہتا چلا جاتا ہے اور اپنے خیالات کو الفاظ کا لباس پہنانے کے لئے اُسے اُسی طرح کا موزوں اور خوبصورت لفظ مل جاتا ہے جو اس کے خیالات کو ظاہری تمثل دے دیتا ہے۔ اس طرح عرب شاعر کو نظم کی ضروری شرائط یعنی وزن کو قائم رکھنے یا ردیف قافیہ وغیرہ کو برقرار رکھنے کے سلسلہ میں دوسری زبانوں کی نسبت کم سے کم مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

عربی ادب کو زمانہ کے لحاظ سے پانچ ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے لیکن اگر اس ادب میں ہونے والے تغیرات کو پیش نظر رکھ کر اس کی تقسیم کی جائے تو ادب عربی کے دراصل دو ہی دور نظر آتے ہیں۔ پہلا دور دورِ جاہلیت، اِس دور میں ادب عربی کا وہ حصہ شامل ہے جو بعثت اسلام سے قبل ظہور میں آیا۔ اسے دور جاہلیت یا تو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ اسلام سے قبل کا دور ہے۔ جب لوگ مذہبی لحاظ سے اور دینی لحاظ سے جہالتوں کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ پھر اسلام نے اپنے نور سے اس دور کو روشن کر دیا۔ یا اسے اس لئے دور جاہلیت کہتے ہیں کہ اس دور میں وجود پذیر ہونے والے ادب کے بہت سے حصوں سے ہم ناواقف ہیں کیونکہ عرب لکھنے کے عادی نہیں تھے بلکہ لکھنے پڑھنے کو پسند ہی نہیں کیا جاتا تھا۔ اس لئے ادب کا بہت سا حصہ ضائع ہوتا رہا، چنانچہ ہمیں اُس دور

کے ادب کا وہی قلیل سا حصہ معلوم ہے جو روایات کے ذریعہ سے ہم تک پہنچ سکا اور یہ ظاہر ہے کہ یہ اُس دور کے عربی ادب کا بہت ہی کم حصہ ہے اور اس کے کثیر حصہ سے ہم ناواقف ہیں۔

دوسرا دور اسلام کی بعثت کے ساتھ شروع ہوتا ہے جس میں اسلامی تعلیمات، قرآن کریم اور اسلامی طور طریقوں کے اثر کی وجہ سے ادب عربی میں ایک انقلاب کا آنا لازمی امر تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور عربی ادب اس نئے رنگ میں اِس طرح رنگین ہوا کہ ایک یکسر تبدیل شدہ شکل وصورت میں دنیا کے سامنے جلوہ گر ہونے لگا۔

عربی شاعری کو بھی ہم اسی طرح دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

دورِ جاہلیت کی شاعری

عربی شاعری کی جو قدیم ترین مثالیں ملتی ہیں وہ کم وبیش 150 سال قبل از اسلام کے زمانہ میں پیدا ہونے والے ادب کی مثالیں ہیں لیکن یہ شاعری اس قدر منظم، مرتب، باوزن اور مقفیٰ ہے کہ اس سے صاف طور پر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ عربی شاعری کی ابتداء اس زمانہ سے بہت پہلے کسی وقت میں ہوئی تھی جس کا ہمیں علم نہیں ہوسکا۔ کیونکہ یہ ایک لازمی امر ہے کہ کوئی بھی فن اپنے ابتدائی مراحل میں اتنا منظم اور مرتب اور عمدہ نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک عرصہ تغیرات کا شکار رہتا ہے۔ اس میں مختلف نوع کی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں پھر کہیں جا کر اس میں حسن اور خوبصورتی اور ترتیب ہوتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جو شاعری ہم تک پہنچی ہے یہ وہ شاعری ہے۔ جو اپنے ارتقاء کے مراحل طے کر کے اپنی پختگی والی پر شباب عمر کو پہنچی ہوئی تھی۔ پہلا عرب شاعر جس کی شاعری محفوظ حالت میں ہم تک پہنچی ہے وہ مُھَلْھَلْ ابن ربیعہ ہے جو مشہور عرب شاعر امرؤالقیس کا ماموں تھا۔ اس بات کا ثبوت کہ مُھَلْھَل سے قبل بھی عربی زبان کے عمدہ اور بہترین شاعر پیدا ہوئے تھے اور امرؤالقیس کا یہ شعر ہے۔

عُوْجَا عَلَى الطَّلَلِ المُحِيلِ لَعَلَّنَا
نَبْكِي الدِّيَارَ كَمَا بَكَى ابنُ خِذَامِ

یعنی ان برباد ہوئے ویران کھنڈروں پر ٹھہر جاؤ تا کہ ہم بھی اِن پر اُسی طرح رو لیں جس طرح ابن خذام رویا ہے۔

اس شعر میں امرؤالقیس، ابن خذام کی شاعری کا ذکر کر رہا ہے اور یہ شاعر مُھَلْھَل ابن ربیعہ اور امرؤالقیس سے بہت پہلے کسی زمانہ میں گذرا ہے۔ اس کی قدامت کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ اس کا کوئی ایک شعر بھی کسی کو معلوم نہیں ہوسکا اور اگر امرؤالقیس اُس کا نام اپنے اس شعر میں ذکر نہ کرتا تو ہم اس نام سے ہی ناآشنا رہتے۔

(المفصل فی تاریخ الادب العربی الجزء الأوّل مطبع الأميرية ببولاق القاهرة)

اسی طرح عنترہ بن شداد بھی اپنے سے قبل کے شعراء کے علم اور شاعری میں ان کی خدمات کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے۔

> ''شعر میں مضمون آفرینی اور نکتہ سنجی کے لحاظ سے ہم سے پہلے شعراء نے کوئی خلا نہیں چھوڑا، ہر میدان میں طبع آزمائی کی ہے''۔

یعنی عنترہ بن شداد جیسے پرانے شاعر سے قبل بڑے وسیع پیمانے پر عربی شاعری پر کام ہو چکا تھا اور ان تاریخ میں مرقوم شعراء کی شاعری اُن شعراء کی شاعری کی مرہون منت تھی جن کا تاریخ کے صفحات ذکر کرنے سے قاصر ہیں۔ قدیم ترین شعر جو ملے ہیں وہ مشہور عرب جنگ ''حرب البسوس'' کے زمانہ سے کچھ قبل کے ہیں اور یہ مدت 130 سال قبل از ہجرت سے زیادہ نہیں۔

عربی شاعری کی تدریجاً ترقی

عربی زبان میں شعر پڑھنے کے لئے انشاد یعنی ''گانا'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ عبرانی لفظ ''شِیر''، جس کا مطلب ''راگ

یا بھجن" ہے بھی اسی عربی لفظ "شعر" سے نکلا ہے۔ چنانچہ شعر کا "غنا" یعنی گانے یا ترنم کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ انسانی فطرت اس طور پر واقع ہوئی ہے کہ وہ اپنے مافی الضمیر کو خاص ترتیب اور سلیقہ کے ساتھ بندھے ہوئے الفاظ میں ترنم کے ساتھ سننے کو زیادہ پسند کرتی ہے۔ فطرت کی یہی آواز انسان کو عام سادہ نثر سے باترتیب' قافیہ دار نثر کی طرف لے جاتی ہے' عربوں نے اور خصوصاً عرب کاہنوں نے ایسی موتیوں کی طرح پروئی ہوئی مقفٰی نثر کو نثر مسجع کا نام دیا۔ مسجع سجع سے نکلا ہے اور یہ لفظ "سجع" کبوتر کی آواز پر اطلاق پاتا ہے۔ کبوتر کی آواز "سجع" میں جس طرح ہم آہنگی ہونے کی وجہ سے ایک نغمگی پیدا ہوتی ہے۔ اُسی طرح ایک مقفٰی عبارت کی ادائیگی کے وقت بھی اس ہم آہنگی سے ایک نغمگی پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے ایسی مقفٰی نثر کو "نثر مسجع" کہا جانے لگا۔ یونانی کاہنوں کی طرح عرب کاہن بھی مناجات کرنے کے لئے' وعظ و نصیحت کو پسندیدہ بنانے کے لئے' دیوتاؤں سے کلام کرنے کے لئے اور ان سے رحم کی التجا کرنے کے لئے نثر مسجع میں گا گا کر اور ترانوں اور راگوں کی صورت میں کلام کیا کرتے تھے اسی طرح پرانے بزرگوں کے حکیمانہ مقولوں کو جلد یاد رکھنے کے لئے تاکہ وہ محفوظ حالت میں رہیں اسی طرح کی مقفٰی نثر گا گا کر اور راگوں کی صورت میں پڑھی جاتی تھی۔ اس طرح یہ نثر مسجع عربی شاعری کی سب سے پہلی اور ابتدائی شکل بن کر ابھری پھر اس نثر مسجع سے رجز کی طرف اور رجز سے بتدریج قصیدہ کی طرف ترقی ہوئی۔

عربی شاعری کا سب سے پہلا وزن "رجز"

ترنم اور نغمگی کے ساتھ انسانی مزاج کی گہری ہم آہنگی ہی انسان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے دل کی بات الفاظ کی خاص ترتیب کی صورت میں ادا کرے۔ الفاظ کی یہی خاص ترتیب' جس کو جب گا کر پڑھا جائے تو یہ ایک قسم کا ترنم اور نغمگی پیدا کردے' "باوزن" ترتیب کہتے ہیں۔ الفاظ کی یہ ترتیبیں اپنے حروف کی کمی بیشی کے مطابق کئی قسم کی اشکال اور صورتیں رکھتیں ہیں۔ چنانچہ الفاظ کی بعض ترتیبیں چھوٹی ہیں اور بعض بڑی۔ ان ترتیبوں کی درجہ بندی کرنے کے لئے مختلف اوزان بنائے گئے تاکہ یہ بتایا جاسکے کہ کونسی باوزن ترتیب کس درجہ کی ذیل میں آتی ہے۔ مختلف زبانوں کی شاعری میں وزن کی کیفیات کے مطابق ان کے قواعد الگ الگ ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ شاعری کے آغاز کے بہت بعد اس کے اوزان مقرر کئے گئے۔ عربی شاعری کے اوزان کے علم کو ایجاد کرنے کا سہرا خلیل بن احمد کے سر ہے۔ خلیل بن احمد نے ۱۵ کی تعداد میں وزن شمار کئے۔ ان میں سے ہر ایک وزن کو "بحر" بھی کہتے ہیں۔ بعد میں "اَخفش" نے ایک اور "بحر" بحر متدارک کا اضافہ کردیا۔ ان میں سے ایک بحر، بحرِ رجز ہے جس کا وزن "مُستَفعِلُن" ہے۔ نثر مسجع کے بعد قافیہ اور وزن کے ملنے سے عربی شاعری میں جس پہلی بحر کی شکل ابھری ہے، وہ یہی بحرِ رجز تھی۔ عرب کی قدیم روایات کے مطابق "رجز" کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ عربوں کے آباء واجداد میں سے ایک مضر بن نزار اپنے اونٹوں کو لئے کہیں جارہا تھا اور خود بھی ایک اونٹ پر سوار تھا چلتے چلتے ایک اونٹ نے اسے نیچے گرادیا جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اپنے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹنے پر اس نے کہا (وایداہ وایداہ) ہائے میرے تکلیف زدہ ہاتھ، ہائے میرے تکلیف زدہ ہاتھ۔ اس کی آواز چونکہ بہت خوبصورت اور سریلی تھی نیز اُس نے یہ الفاظ ایک خاص خوبصورت ترتیب میں کہے تھے تو اونٹوں نے اسے توجہ سے سنا اور تیز رفتاری سے چلنے لگے۔ پس اس کے بعد اونٹوں کو تیز چلانے کے لئے اونٹوں کو ہانکنے والا جو گیت گاتا جسے حُدی خوانی کہا جاتا' وہ اسی وزن میں گائے جانے لگے یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ رجز کا وزن اونٹ کی چال اور اس کی حرکتوں سے اخذ کیا گیا ہے کیونکہ رجز کی تقطیع اور اونٹ کے قدموں کے زمین پر پڑنے میں بہت زیادہ مشابہت ہے۔ "حدی" اُن گیتوں اور نغموں کو کہا جاتا تھا جو اونٹوں کو ہانکنے والے عرب

اونٹوں کو تیز چلانے کی غرض سے گایا کرتے تھے ان حدی خوانوں کی آوازیں بہت بلند اور مترنم ہوتی تھیں۔

احادیث میں ایک مسلمان صحابی حدی خوان حضرت عامر بن الاکوع کا بھی ذکر ملتا ہے جن کی حدی خوانی آنحضرت ﷺ کو بہت پسند تھی۔

حدی خوانی وہ صنف ہے جس میں عربی شاعری کا باقاعدہ آغاز ہوا اور ابتدامیں شاعری کا اکثر استعمال صحراؤں اور بیابانوں میں ایسے اونٹوں کو چرانے والے بدّو حدی خوانوں ہی نے کیا۔ پھر قبائلی جنگوں میں اپنے قبیلہ کی شان وشوکت بیان کرنے کے لئے اور غزل اور مرثیہ اور ہجو وغیرہ دوسری اصناف کے لئے بھی شاعری شروع ہوگئی اور ہر صنف کے لئے سروں اور راگوں کے اختلاف کی وجہ سے الگ الگ وزن بھی اختیار کئے جانے لگے۔ چنانچہ رجز کے بعد "ھزج" طویل اور بسیط کے اوزان عرب شاعری میں استعمال ہوئے۔ رجز کی طرح ان ابتدائی بحروں کے بارے میں بھی عربوں کی یہی رائے ہے کہ یہ اوزان بھی اونٹ کی مختلف چالوں اور مختلف حرکات کی مناسبت سے ظہور میں آئے۔ عرب بدو اپنا اکثر وقت اونٹوں ہی کے ساتھ گذارتے کیونکہ اونٹ تپتے صحراؤں کی سخت زندگی میں ان کا بہت بڑا مددگار ساتھی تھا۔ چنانچہ جب ان کی طبیعت "غنا" یعنی گانے کی طرف مائل ہوتی تو وہ اونٹوں کے قدموں کی تھاپ کے مطابق گانے لگ پڑتے چونکہ آہستہ چلتے ہوئے اونٹ کے قدموں کی آواز اور درمیانی رفتار چلنے والے اور تیز بھاگنے والے اونٹ کے قدموں کی تھاپ میں فرق ہوتا تھا اس لئے مختلف حالتوں میں وہ بدو مختلف اوزان میں گاتے تھے اس طرح علیحدہ علیحدہ وزن مشہور ہوگئے۔ عرب شاعری کا آغاز چونکہ انہیں دیہاتوں میں اور دیہاتی علاقوں میں انہیں بدوؤں نے کیا نہ کہ شہروں کے رہنے والے آرام پسند شہریوں نے اس لئے اوزان کے بارے میں عربوں کی اس رائے کو غیر معقول نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہی قرین قیاس رائے معلوم ہوتی ہے۔ "رجز" کا تو اونٹوں کے ساتھ اس قدر گہرا تعلق بیان کیا جاتا ہے کہ عربوں میں یہ مقولہ مشہور ہے کہ "رجز شعر کا لڑکپن ہے نثرِ مسجع اس کا باپ اور حدی خوانی اس کی ماں ہے"۔
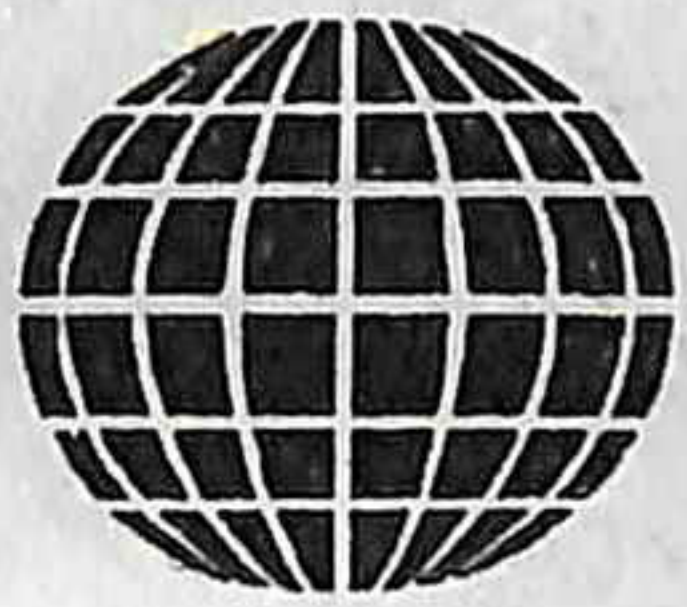
المراجع والمصادر

١۔ المفصل فی تاریخ الادب العربی الجزالاوّل۔ مطبع الأمیریة ببولاق القاھرہ۔

٢۔ الجدید فی الادب العربی مصنفه حنا الفاخوری۔ الطباعة والنشرمن مکتبة المدرسة ودارالکتاب اللبنانی بیروت۔

٣۔ تاریخ الادب العربی لاحمد حسن الزیات۔ القاھرہ۔

٤۔ تاریخ الأدب الجاھلی الجزالاوّل مصنفه الدکتور علی الجندیی۔ الناشر دارمکتبة الجامعة العربیة بیروت۔

٥۔ تاریخ آداب العرب (الجزالأوّل) لمصطفی صادق الرافعی مطبعة الاستقامة بمصر۔

٦۔ المعلقات السبع۔ قصیدة عنترة ابن شداد۔

٧۔ لسان العرب۔ زیرمادة۔ ھزج۔ طال۔ بسط۔ اور رمل۔

٨۔ الرائد فی الادب العربی لحسان النص وخلیل ھنداوی۔ ناشرین المکتبة الھاشمیة بدمشق ١٩٥٠۔

☆☆☆

اردو ادب

مومن خان مومن

(مکرم شکیل احمد ناصر صاحب۔ ربوہ)

خاندانی حالات

حکیم مومن خان مومن' اردو ادب کے صف اوّل کے شعراء میں سے ایک ہیں۔ ان کا خاندان کشمیر سے تعلق رکھتا تھا۔ ان کے دادا حکیم مدار خان اور ان کے بھائی حکیم کامدار خان شاہ عالم کے عہد میں دہلی آئے اور شاہی طبیبوں میں داخل ہوئے۔

پیدائش

دہلی میں مومن خان مومنؔ تقریباً ۱۸۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ نام محمد مومن رکھا گیا۔ مگر مومن نام عرف عام میں رائج ہوگیا۔ ان کے والد صاحب کو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے بڑی عقیدت تھی۔ جب یہ پیدا ہوئے تو انہوں نے ہی آ کر کان میں اذان کہی اور مومن خان نام رکھا۔ گھر والوں نے حبیب اللہ خاں نام رکھنا چاہا لیکن یہ نام معروف نہ ہوا۔

ابتدائی تعلیم

بچپن کی معمولی تعلیم کے بعد جب ذرا ہوش سنبھالا تو والد صاحب نے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب کی خدمت میں پہنچایا۔ ان سے عربی کتابیں پڑھتے رہے۔ عربی میں شرح مُلّا تک تحصیل ہوئی' فارسی بھی خوب جانتے تھے اور مکتب میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ عربی سیکھنے کے بعد والد اور چچا حکیم غلام حیدر اور حکیم غلام حسن سے طب کی کتابیں پڑھیں۔

مومن کی شاعری

مومن اپنے زمانے کے بہت بڑے شاعر تھے۔ ان کی شعری عظمت کا اعتراف ان کے ہمعصروں نے بھی کیا یہانتک کہ مرزا غالب کے بارے میں آتا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مومن کا مندرجہ ذیل شعر مجھے اس قدر پسند ہے کہ اگر اس کے بدلے وہ مجھ سے میرا سارا دیوان لے لے تو میں راضی ہوں۔

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

مولانا محمد حسین آزادؔ، مومنؔ کے بارہ میں لکھتے ہیں:۔

''ان کے خیالات نہایت نازک اور مضامین عالی ہیں۔ استعارہ اور تشبیہہ کے زور سے اور بھی اعلیٰ درجہ پر پہنچایا ہے۔ ان میں معاملاتِ عاشقانہ عجیب مزے سے ادا کئے ہیں۔ اسی واسطے جو شعر صاف ہوتا ہے اس کا انداز جرأتؔ سے ملتا ہے۔ اکثر عمدہ ترکیبیں اور نادر تراشیں فارسی کی اور استعارے واضافتیں اردو میں استعمال کر کے کلام کو نمکین کرتے ہیں''۔ (آب حیات صفحہ ۴۲۹)

مومن کی غزلیں اور قصائد

مومن کے شاعرانہ مرتبے کے متعلق اکثر تذکرہ نگار متفق ہیں کہ انہیں قصیدہ، مثنوی اور غزل پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ لیکن حقیقت میں ان کی شہرت اور شاعرانہ عظمت کا انحصار ان کی غزل پر ہے۔ ایک غزل گو کی حیثیت سے مومن نے اردو غزل کو ان خصوصیات کا حامل بنایا جو غزل اور دوسرے اصناف سخن میں امتیاز پیدا کرتی ہیں۔ اردو میں مومن کی غزل شوخیٔ تغزل، شگفتگیٔ طنز اور رمزیت کی بہترین ترجمان کہی جاسکتی ہے۔

قصیدے میں اگرچہ ان کو سوداؔ اور ذوقؔ کا ہمسر نہیں کہا جاسکتا، لیکن اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ وہ اردو میں چند اچھے قصیدہ کہنے والوں میں سے ایک ہیں۔

مثنویاں

مثنوی گو کی حیثیت سے انہوں نے اپنے خلوص اور حقیقت پسندی کی بناء پر وہی مرتبہ حاصل کیا ہے جو اس میدان میں دیا شنکر نسیم اور نواب مرزا شوق کو ملا۔ کلیات میں آٹھ نو مثنویاں ہیں جن میں سے ایک دو ناتمام ہیں اور ان کا انداز وہی ہے جو غزلوں کا ہے۔

تصانیف

کلیات اردو ۔ جس میں غزل، قصیدہ، رباعی، قطعہ وغیرہ سب اصناف سخن شامل ہیں۔

دیوان فارسی ۔ جس میں 6 قصیدے، 115 غزلیں، 85 قطعات اور 171 رباعیات شامل ہیں۔

انشائے مومن خان: مشتمل بر خطوط و تقاریظ و خطبات ہے۔ اس کے علاوہ ان کی تصانیف میں "جان عروض" اور شرح مسدیدی و نفیسی بھی شامل ہیں۔

وفات

باون سال کی عمر میں ۱۲۶۸ھ میں چھت سے گرنے کے سبب وفات پائی اور مید چھپورہ میں دلی دروازہ کے باہر حضرت شاہ عبدالعزیز کے مقبرہ کے پاس سپرد خاک کیے گئے۔

منتخب اشعار از دیوان مومنؔ

تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے
ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا

اُس نے کیا جانے کیا کِیا لے کر
دل کسی کام کا نہیں ہوتا

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

حال دل یار کو لکھوں کیونکر
ہاتھ دل سے جُدا نہیں ہوتا

چارۂ دل سوائے صبر نہیں
سو تمہارے سوا نہیں ہوتا

کیوں سنے عرضِ مضطرب مومنؔ
صنم آخر خدا نہیں ہوتا

***

وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو لطف مجھ پہ تھے پیشتر وہ کرم کہ تھا مرے حال پر
مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نئے گلے، وہ شکایتیں، وہ مزے مزے کی حکایتیں
وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمہارے جی کو بری لگی
تو بیاں سے پہلے ہی بھولنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ تھی، کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بگڑنا وصل کی رات کا، وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہیں نہیں کی ہر آن ادا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ گنتے تھے آشنا، جسے آپ کہتے تھے باوفا
میں وہی ہوں مومنؔ مبتلا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

٭٭٭

ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم

ہنستے جو دیکھتے ہیں کسی کو کسی سے ہم
منہ دیکھ دیکھ روتے ہیں کس بے کسی سے ہم

کیا گل کھلے گا دیکھئے ہے فصلِ گل تو دور
اور سوئے دشت بھاگتے ہیں کچھ ابھی سے ہم

٭٭٭

ڈرتا ہوں آسماں سے بجلی نہ گر پڑے
صیاد کی نگاہ سوئے آشیاں نہیں

٭٭٭

اے تپ ہجر دیکھ مومنؔ ہیں
ہے حرام آگ کا عذاب ہمیں

٭٭٭

ہے دوستی تو جانبِ دشمن نہ دیکھنا
جادو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ میں

٭٭٭

توبہ گنہ عشق سے فرمائے ہے واعظ
یہ بھی کہیں دل دے کے گنہگار ہوا ہے

٭٭٭

تابِ نظارہ نہیں آئینہ کیا دیکھنے دوں
اور بن جائینگے تصویر جو حیراں ہونگے

ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے پشیماں کہ بس
ایک وہ ہیں کہ جنہیں چاہ کے ارماں ہونگے

عمر ساری تو کٹی عشقِ بتاں میں مومنؔ
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

٭٭٭

آنکھوں سے حیا ٹپکے ہے انداز تو دیکھو
ہے بُو الہوسوں پر بھی ستم، ناز تو دیکھو

مجلس میں مرے ذکر کے آتے ہی اُٹھے وہ
بدنامیٔ عشاق کا اعزاز تو دیکھو

اُس غیرتِ ناہید کی ہرتان ہے دیپک
شعلہ سا چمک جائے ہے آواز تو دیکھو

دیں پاکیٔ دامن کی گواہی مرے آنسو
اس یوسفِ بے درد کا اعجاز تو دیکھو

جنت میں بھی مومنؔ نہ ملا ہائے بُتوں سے
جورِ اجَل تفرِقہ پرداز تو دیکھو

امدادی کتب

۱۔آب حیات۔۲۔گل رعنا۔۳۔تاریخ اردو ادب۔
۴۔اردو دائرہ معارف۔۵۔کلیات مومنؔ

☆☆☆

تحریک وقفِ زندگی و داخلہ جامعہ احمدیہ

امرائے اضلاع، صدر صاحبان، مربیان و معلمین سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ:

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"میں جماعت کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاص کا ثبوت دے اور نوجوان زندگیاں وقف کریں۔ ہر احمدی گھر سے ایک نوجوان ضرور اس کام کے لئے پیش کیا جائے۔ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے ہر سال کم از کم پچاس طالبعلم آنے چاہئیں۔ سو ہوں تو بہتر ہے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جس تعداد میں جامعہ احمدیہ میں نوجوان داخل ہوتے ہیں اور باقاعدہ مربی بنتے ہیں۔ اسے دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ضروریات کے ہزارویں حصہ کو بھی پورا نہیں کرتے"۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"آئندہ سو سالوں میں دین حق نے جس کثرت سے ہر جگہ پھیلنا ہے اس کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں۔ ایسے واقفین زندگی چاہئیں جو خدا کی راہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہوں۔ ہر طبقہ زندگی سے کثرت کے ساتھ واقفین زندگی چاہئیں"۔

جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد بڑھانے کے لئے مجلس مشاورت ۱۹۶۱ء کا فیصلہ ہے کہ:۔

"ہر ضلع کی جماعت ۲۵۰ چندہ دہندگان پر کم از کم ایک میٹرک پاس طالبعلم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائیں"۔

امرائے اضلاع و صدر صاحبان/مربیان و معلمین سلسلہ سے درخواست ہے کہ اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ ذہین، ہونہار خدمتِ دین کا شوق رکھنے والے مخلص طلبا جامعہ احمدیہ میں بھجوانے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں زیادہ سے زیادہ برکت عطا فرمائے۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی کا انٹرویو میٹرک کے نتیجہ کے بعد اندازاً اگست ۲۰۰۱ء میں ہوگا۔ امیدواران کو ہدایت فرمائیں کہ وہ داخلہ کے لئے ابھی سے اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوائیں اور میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ کی اطلاع دیں۔ درخواست میں نام، ولدیت، تاریخ پیدائش، عمر اور مکمل پتہ درج کریں۔ امیدواران قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔ نیز خدام الاحمدیہ کی مرکزی تربیتی کلاس ربوہ میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ (وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

☆☆☆

Moral Excellence of The Holy Prophetﷺ

Syed M. M. Nasir Sahib

Our beloved Holy Prophet, our lord and master Hadrat Khatum ul Anbia Muhammad Mustafaﷺ is the greatest and most perfect manifestation of our Creator and our Lord Allahجل جلالہ. Muhammadﷺ is the best image of God in the whole humanity. Allah's great and beautiful attributes reflect and shine in the high moral qualities of our Holy Prophetﷺ. The founder of our movement says:

محمدؐ عربی بادشاہِ ہر دو سرا
کرے ہے روحِ قدس جس کے در کی دربانی
اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

That is, Muhammadﷺ of Arabia the king of the both worlds. The Holy Spirit serves him as a gatekeeper serves the master of the house. I cannot say that Muhammad is God, but this I must say that, to know God, you must know Muhammad.

Today I would like to say a few words about those high moral qualities of the Holy Prophetﷺ, which were displayed in the time of his غزوات. These moral qualities are so beautiful and so great that history fails to show any equal.

Let me enumerate about 16 aspects of his moral excellence displayed his battles.

1- Our beloved Holy Prophetﷺ had complete and full trust only on his Lord and Creator for the success in the battle, though he devised the best and most comprehensive strategy.

2- He would constantly turn to Allah with prayer and would ask the Almighty for his help from the depth of his heart but at the same time, he always made the most thorough planning a commander could make.

3- Our Holy Prophetﷺ was a very brave man. One of his companions Hadrat Anasؓ says that he was the most courageous of all. Another companion Hadrat Bra Bin Azibؓ reports that one of us who could stand by him in the heat of battle was regarded as brave, but in spite of that our Holy Prophetﷺ was free from all sorts of unwise dare devilness. He never put human life under undue risk.

4- He had great sense of honor, he was غیور to the highest degree (غیور is a difficult to translate, "proud" or "jealous" would not give the real sense of غیور), but he was very far

away from cruelty or injustices.

5- He used every justified method of defence against the invaders, but never once he committed an act of aggression or compulsion.

6- He promptly reacted against the activities of the hostile forces, but he never liked fighting and bloodshed and always prayed for peace and tranquility. He commanded his followers.

7- He achieved some of the greatest victories in the history of warfare, but there never was a demonstration of self-exaltation or boasting. All he did was to thank his Lord for his help.

8- He defeated his enemies like a great conquer but in spite of the horrible crimes of the vanquished enemies he bestowed mercy and forgiveness upon them.

9- He had great zeal and strong passion for his expeditions, but he never let his emotions cover his reason and wisdom.

10- He would use all means to succeed in his struggle but only just and proper means. He would always honor his agreements, and observe his treaties what ever the cost may be.

11- He would always plan his expeditions even against his most spiteful opponents in a way that there may be least flow of the enemy blood. He always avoided excessive and unnecessary death and destruction.

12- He fully realized the difficulties and had full sense of the fact that his opponents were much more in number and stronger in weaponary but there never was a weakness in his determination, his strong will and his firm stand and great courage.

13- As a commander he had to guide his armies from the command post behind the front lines, but most often according to the need of the occasion, he would face the enemy standing shoulder to shoulder with his companions in the front line, and would take part in all the duties before and after the battle, like all his followers.

14- Though he fully realized the difficult and delicate situation, he would not hesitate to raise the slogan of اللہ اکبر (Allah is the Great) in the face of the extreme danger.

15- He used all power at his disposal to defeat the aggressive designs of his enemies, but he would very strictly forbid to attack upon the women, the children, the aged people, the monks and the non combatants of the enemy army.

16- He himself was full of wisdom

and deep understanding, had a keen mind and sensitive intelligence, but he would patiently listen to the opinion of his common followers and would appreciate them.

In short the battlefield of early Islam were brightened not with the shine of swords, but with the light of the high moral qualities of our beloved Muhammadﷺ. And this not an idle claim, it is based on the established historical facts.

The plain of Badar saw an unprecedented sight of a great trust in God and of fervent and humble prayers and supplication to Him.

The Mount Uhad is a witness of a great sacrifice of a golden example of steadfastness, courage and patience and a strong sense of غیرت for the greatness of God.

The Ditch around Medina speaks of the days and nights of strenuous work of perseverance in the face of fear and hunger and of shoulder-to-shoulder hard work with the companions.

Hudaibia is a symbol of love for peace and a wish to end hostilities in spite of having a superior force and a clear chance of victory.

The conquest of Mecca reminds of a comprehensive planning, a well-arranged operation, a great victory and a great demonstration of mercy, forgiveness and compassion.

The valley of Hunain presents an almost super human scene of bravery and courage.

The fort of Taif reflects a loving heart, free form malice and ill will even against the most bloodthirsty opponents.

In short Mecca and Medina, Taif and Tabook, Khaiber and Hudabia, the desert of Arabia its oasis its vallies and hills bear witness to the high moral qualities of our beloved Holy Prophet Hadrat Muhammad Mustafaﷺ I need not at the moment go in to the details to prove the fact that the غزوات of our Holy Prophetﷺ, were not an act of aggression, nor their purpose was to convert people to Islam by force.

In the past this was the most common objection against Islam by the non-Muslim writers. Now thanks to Ahmadiyyia Literature more and more western scholars are realizing the fact that the battles of early Islam were purely defensive. It is an established historical fact that the Quraish of Mecca persecuted the Muslim converts very severely. They deprived them of the most fundamental human rights. They attacked upon their honour, their life, their property with out justification and without any response from the Muslims for 13

long years. Finally the Quraish planned to kill the Holy Prophet ﷺ and laid a siege of his house. The Holy Prophet ﷺ came out of his house during the night, he left his home, his relatives, his property and his beloved birthplace and migrated to Medina.

Thus the final seal was set on the aggression of the Quraish. After 13 years of severe persecution the Muslims were allowed to fight in self-defence. This verse of the Holy Quran was revealed to the Holy Prophet:

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۗ

(حج: ۴۱-۴۰)

That is, permission to fight is given to those only against whom war is made because they have cruelly treated and Allah indeed has the power to help them. They are those who have been out of their homes unjustly only because they say that our Creator and Sustainer is Allah. If Allah did not repel the aggression of some people by others, monks cloisters, Christian churches, Jewish synagogues and the mosques where in the name of Allah is oft commemorated would surly be destroyed. In the very first verse of the Quran which deals with the fighting Allah commands the Muslims.

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ

(بقرۃ: ۱۹۱)

Fight only those who fight you and never commit aggression. Allah does not love the aggressors.

It is a pity that a totally wrong picture of early Islamic fighting has been printed in the west. The Holy Quran is not only a revealed Book; it is a most authentic contemporary source of Islamic history. It is very clearly stated in the Quran that the early Muslims were reluctant to fight and that they were forced to fight in their defence. The Holy Quran addresses those Muslims in these words.

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ

(توبہ: ۱۳)

That is, Will you not fight a people who have violated their oaths, who plotted to turned out the Holy

Prophetﷺ from his house وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ and who were the first to start hostilities against you" These verses clearly show that the Holy Prophetﷺ and his companions never committed aggression. They were even reluctant to fight in their self-defence.

The Holy Prophetﷺ had to take part in about 19 big and small غزوات and each one of them is a manifestation of his great and beautiful moral qualities. Even a brief description of these غزوات will take a long time.

I may therefore say a few words only about the conquest of Mecca.

The conquest of Mecca is a demonstration of our Mohammadﷺ is good planning and his matchless magnanimity forgiveness and mercy.

The movement of the Muslim army was made and the whole operations planned in such a way that there may not be any bloodshed, that the life and property of the greatest enemies of Islam may not be harmed. When the army of 10 thousand saints entered the enemy stronghold there was no killing no looting no slaughter. There was only one loud voice in the streets of Mecca that proclaimed:

Whoever enters the sacred Mosque will not be harmed.

Whoever enters the courtyard of Abu Suffyan (the hero of the enemies) will not be harmed.

Whoever come under the flag of Bilal (the persecuted slave of Mecca) will not be harmed.

Whoever enters his own house will not be harmed.

Whoever just throws down his weapons will not be harmed.

This voice rang in the same streets, which had witnessed the scenes of severest persecution and cruelty of the Muslims.

As the Holy Commanderﷺ of these 10,000 saints entered Mecca victoriously, there was no vanity no boastfulness, no demonstration of self-pride. He entered calmly and modestly lowering his head low before his Lord his Helper.

The people of Mecca who were his staunch enemies his bloodthirsty opponents gathered in front of him. They could expect and did deserve punishment for their crimes. But all he said was:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ

You will have no punishment and reproof. go where you will, you are all free!!!

The history of the world is yet to show such another example of mercy and forgiveness.

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم
انک حمید مجید

مقابلہ معلومات (نمبر 5)

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا آبائی وطن کونسا ہے؟

۲۔ اس فیملی کا نام بتائیں جس نے نوبل پرائز حاصل کرنے میں ہیٹ ٹرک کی؟

۳۔ "Land of the Midnight Sun" کس ملک کو کہتے ہیں؟

۴۔ Solar System کا گرم ترین سیارہ کون سا ہے؟

۵۔ بیس بال کی ٹیم میں کتنے کھلاڑی ہوتے ہیں؟

۶۔ امریکہ کے موجودہ صدر کا نام کیا ہے اور وہ کس پارٹی سے ہیں؟

۷۔ John Keats کی وجہ شہرت کیا ہے؟

۸۔ خدام الاحمدیہ کے چندہ مجلس کی شرح کیا ہے؟

۹۔ جامعۃ الازہر کیا ہے اور کہاں واقع ہے؟

۱۰۔ کس کا شعر ہے مکمل کریں؟

گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی

☆☆☆

☆ جوابات 30 جون 2001ء تک ایوانِ محمود ربوہ کے پتہ پر بھجوادیں۔ درست جواب بھیجنے والے پانچ احباب کو انعام دیا جائے گا۔

درست جوابات مقابلہ نمبر 3

۱۔ جماعت احمدیہ کے ایک انگریزی رسالہ کا نام

۲۔ حضرت خالد بن ولیدؓ

۳۔ چچا

۴۔ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ (Chartered Accountant)

۵۔ حضرت اماں جان کی نسبت سے مشہور ہے

۶۔ کرسٹوفر کولمبس

۷۔ برطانیہ

۸۔ استاد شاگرد

۹۔ مہتمم

۱۰۔ فیض احمد فیض

پھر بنیں گے آشنا کتنی مداراتوں کے بعد

بذریعہ قرعہ اندازی انعام کے حقدار

(مقابلہ نمبر 3)

۱۔ منصور احمد، بستی رنداں ضلع ڈیرہ غازی خان

۲۔ رانا منیب احمد خان، گڑھ شاہ ضلع جھنگ

۳۔ سیف اللہ شاد، ربوہ

۴۔ مجید لطیف سنوری، لطیف آباد حیدر آباد

۵۔ سید ظفر عمران، اسلام آباد

جوابات بھجوانے والے خدام (مقابلہ نمبر 3)

محمود اللہ خان فرخ چکوال۔ زاہد احمد، محمد سلیم، محمد اشرف جاوید، عبدالمالک، عبدالقیوم، یاسمین احمد طاہر ڈیرہ غازیخان۔ میاں عرفان اعجاز سرگودھا۔ عامر محمود، نبیل احمد، رانا نصیر احمد، محمد احسان یوسف احمد نگر جھنگ۔ سید خرم نسیم شاہ، افتخار احمد خان گوجرانوالہ۔ مجاہد احمد فیصل آباد۔ کرامت سانگھڑ شہر۔ حافظ مبشر احمد جاوید، مرزا معید احمد، محمد اسلم ہرل، مشہود احمد وقار، محمد جمیل اعوان، خرم بٹ، خالد محمود، سہیل احمد جعفر، ناصر محمود، کرامت اللہ دانیال، الطاف محمود، خواجہ عاصم منظور، قیصر محمود، مبشر احمد بٹ، مرزا ذیشان احمد، نوید احمد، محمود اسلم قمر، مظفر احمد ظفر، مسرور ساجد ربوہ۔ بلال احمد شیخوپورہ۔ اسد محمود جہلم۔ عبدالجبار، مسعود احمد، رانا ساجد نعیم، رانا محمد ایوب سیالکوٹ۔ محی الدین خالد، عمر بن شاہد، آصف اکرام ورک، لقمان مشہود چٹھہ لاہور۔ شیخ احسان اللہ حیدر خانیوال۔ منیر احمد میر پور AK۔ شکیل احمد سانگلہ ہل۔ رانا محمد عاقب میر پور خاص

☆☆☆

مزاحیہ ادب

انتخاب

''......ڈرل شروع ہوئی اور خُوب تیزی اور تُندی سے حُکم ملنے لگے:

''سیدھے دیکھو' چھاتی باہر' ٹھوڑی اُوپر' بازو ہلاؤ' ہالٹ' ہلومت' مکھی مت اڑاؤ۔ ہنسومت'' وغیرہ وغیرہ

اِن سب میں ''ہلومت'' کے حُکم پر عمل کرنا عذابِ عظیم تھا۔ سیدھے بُت بنے کھڑے ہیں کہ کان پر کھجلی محسوس ہوتی ہے۔ اَب ہاتھ کو جنبش دینا جرم ہے۔ کندھا کان تک نہیں پہنچ سکتا۔ کان کا خود ہلنا منشائے فطرت نہیں اور وہاں تک ہاتھ لے جانا منشائے سارجنٹ نہیں۔ عین اس وقت ایک مکھی ناک پر نازل ہوتی ہے۔ مکھی کو فنا کرنے کی بے پناہ خواہش دل میں پیدا ہوتی ہے' لیکن سارجنٹ سے آنکھ بچانا کراماً کاتبین سے آنکھ بچانا ہے۔ مکھی پر دست درازی کا خیال آتا ہے' تو سارجنٹ گویا ہاتھ ہلانے کے خیال ہی کو دیکھ لیتا ہے۔ اور اپنی کاکنی انگریزی میں چلا اُٹھتا ہے: Don't kill no fly یعنی مکھی مت مارو۔ ہاتھ وہیں کا وہیں سوکھ جاتا ہے اور مکھی نہایت اطمینان سے ناک کے نشیب و فراز کا معائنہ کرتی ہے ___ ایسے اشتعال انگیز حالات میں بے حرکت کھڑے رہنا صیحح معنوں میں نفس کشی تھی۔ اس وقت زندگی کی واحد خواہش صرف اتنی ہوتی کہ کب ڈرل ختم ہو اور جی بھر کر ناک اور کان کھجائیں اور بالآخر جب ڈرل ختم ہوتی اور ہم بلا خوفِ تعزیز کانوں کو چھو سکتے اور مکھیوں کو اڑا سکتے' تو ہمیں محسوس ہوتا کہ کان کھجانا اور مکھی اڑانا بھی کس قدر عظیم عیاشی ہے بلکہ اِسی خوشی میں وہ آبلے بھی بھول جاتے جو اِن آہنی بوٹوں کے اندر ہی بنتے اور پھوٹتے تھے''۔ (بجنگ آمد۔ صفحہ ۳۱، ۳۰)

(مرسلہ: خالد محمود شاہد لاہور)

☆☆☆

فوج میں ہر افسر کی خدمت کے لئے ایک سپاہی مقرر ہوتا ہے جسے بیٹ مین (Batman) کہتے ہیں۔ ہمیں سنگل مین ہربنس سنگھ ملا۔ پہلی نگاہ پر لباس کے لحاظ سے کچھ ڈھیلا سا نظر آیا۔ دو چار دن کام کر چکا تو پتہ چلا کہ آپ کے دماغ کے کل پرزے بھی کچھ ایسے کسے ہوئے نہیں۔ غالباً ہماری خدمت کے لئے اسی وجہ سے چنے گئے تھے کہ کسی فوجی استعمال کے قابل نہ تھے۔ ہربنس سنگھ کی خدمات سے صرف تین دن ہی استفادہ کیا تھا کہ ایک شام آہ و بکا کرتا تیز تیز میرے پاس آیا گرم آنسوؤں اور سرد آہوں کے درمیان میرے سامنے ایک تار رکھ دیا۔ مضمون تھا

Your father hopeless come soon

مجھے تو اِس دیسی انگریزی کا مطلب سمجھ آ گیا یعنی ''تمہارے باپ کی حالت نازک ہے۔ جلد پہنچو''۔ لیکن ایک انگریز کی نگاہ میں یہ بنتا تھا کہ ''تمہارا باپ بالکل بیکار ہے' جلد پہنچو''۔ مَیں ہربنس سنگھ کو لے کر کیپٹن شاہ کے پاس گیا۔ کیپٹن شاہ نے تار پڑھا' تو سفید کاغذ پر جواب لکھ کر میرے حوالے کیا کہ اس کے باپ کو بھیج دو۔ جواب یہ تھا:

Your son equally hopeless not coming

''تمہارا بیٹا بھی اتنا ہی بیکار ہے نہیں آ سکتا''

(بجنگ آمد ۹۷، ۹۶)

☆☆☆

تعارف کتب

مسیح ہندوستان میں

(مکرم فرید احمد ناصر صاحب۔ دارالصدر شمالی ربوہ)

ہماری اس ماہ کی کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' آپ کو روحانی خزائن کی پندرھویں جلد میں پہلے نمبر پر ملے گی۔ یہ کتاب ۱۰۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپریل ۱۸۹۹ء میں تصنیف فرمایا مگر اِس کی عام اشاعت آپ کی وفات کے بعد ۲۰ نومبر ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔

غرض تالیف

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اِس کتاب کے نام ہی سے واضح ہے کہ اِس کتاب کا مقصد ایک نئی تحقیق کو دنیا کے سامنے رکھنا ہے جس سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی زندگی میں فلسطین سے ہندوستان پہنچے۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ:۔

''اِس کتاب کو مَیں اس مراد سے لکھتا ہوں کہ تا واقعات صحیحہ اور نہایت کامل اور ثابت شدہ تاریخی شہادتوں اور غیر قوموں کی قدیم تحریروں سے اُن غلط اور خطرناک خیالات کو دُور کروں جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے اکثر فرقوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پہلی اور آخری زندگی کی نسبت پھیلے ہوئے ہیں۔ یعنی وہ خیالات جن کے خوفناک نتیجے نہ صرف توحید باری تعالیٰ کے رہزن اور غارت گر ہیں بلکہ اس ملک کے مسلمانوں کی اخلاقی حالت پر بھی اُن کا نہایت بد اور زہریلہ اثر متواتر مشاہدہ میں آرہا ہے''۔ (صفحہ ۳)

دس قسم کے دلائل

آگے چل کر فرمایا:۔

''سو مَیں اس کتاب میں یہ ثابت کروں گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے اور نہ آسمان پر گئے اور نہ کبھی امید رکھنی چاہیے کہ وہ پھر زمین پر آسمان سے نازل ہوں گے بلکہ وہ ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سرینگر کشمیر میں فوت ہو گئے اور سرینگر محلہ خان یار میں ان کی قبر ہے اور مَیں نے صفائی بیان کیلئے اس تحقیق کو دس ۱۰ باب اور ایک خاتمہ پر منقسم کیا ہوا ہے۔ (۱) اوّل وہ شہادتیں جو اس بارے میں انجیل سے ہم کو ملی ہیں۔ (۲) دوم وہ شہادتیں جو اس بارے میں قرآن شریف اور حدیث سے ہم کو ملی ہیں۔ (۳) سوم وہ شہادتیں جو طبابت کی

کتابوں سے ہم کو ملی ہیں۔(۴) چہارم وہ شہادتیں جو تاریخی کتابوں سے ہم کو ملی ہیں۔ (۵) پنجم وہ شہادتیں جو زبانی تواترات سے ہم کو ملی ہیں۔(۶) ششم وہ شہادتیں جو قرائن متفقہ سے ہم کو ملی ہیں۔ (۷) ہفتم وہ شہادتیں جو معقولی دلائل سے ہم کو ملی ہیں۔(۸) ہشتم وہ شہادتیں جو خدا کے تازہ الہام سے ہم کو ملی ہیں۔ یہ آٹھ باب ہیں۔(۹) نویں باب میں بر عائت اختصار عیسائی مذہب اور اسلام کا تعلیم کی رو سے مقابلہ کر کے دکھلایا جائے گا اور اسلامی مذہب کے سچائی کے دلائل بیان کئے جائیں گے۔(۱۰) دسویں باب میں کچھ زیادہ تفصیل ان امور کی کیجائے گی جن کے لئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے اور یہ بیان ہوگا کہ میرے مسیح موعود اور منجانب اللہ ہونے کا ثبوت کیا ہے اور اخیر پر ایک خاتمہ کتاب کا ہوگا جس میں بعض ضروری ہدایتیں درج ہوں گی"۔ (صفحہ ۱۵۔۱۴)

جہاد کی تین اقسام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دین حق میں جہاد کی تین اقسام کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اسلام کی لڑائیاں تین قسم سے باہر نہیں۔ (۱) دفاعی طور پر یعنے بہ طریق حفاظت خود مختاری۔ (۲) بطور سزا یعنے خون کے عوض میں خون۔ (۳) بطور آزادی قائم کرنے کے یعنے بغرض مزاحموں کی قوت توڑنے کے جو مسلمان ہونے پر قتل کرتے تھے"۔ (صفحہ ۱۲)

تاریک زمانہ کا نور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

"اِس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا مَیں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کردوں۔ اور مجھے اُس نے حق کے طالبوں کی تسلی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کی رُو سے صادق کی شناخت کے لئے اصل معیار ہے میرے پر کھولے ہیں اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں اس لئے ان رُوحوں نے مجھ سے دشمنی کی جو سچائی کو نہیں چاہتیں اور تاریکی سے خوش ہیں۔ مگر مَیں نے چاہا کہ جہانتک مجھ سے ہو سکے نوع انسان کی ہمدردی کروں"۔ (صفحہ ۱۳)

عین بیداری میں انبیاء سے ملاقات

فرمایا:

"مَیں نے کئی دفعہ کشفی طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ اور بعض نبیوں سے بھی مَیں نے عین بیداری میں ملاقات کی ہے اور مَیں نے سیّدومولیٰ اپنے امام نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی کئی دفعہ عین بیداری میں دیکھا ہے اور باتیں کی ہیں اور ایسی صاف بیداری سے دیکھا ہے جس کے ساتھ خواب یا غفلت کا نام ونشان نہ تھا۔ اور مَیں نے بعض اور وفات یافتہ لوگوں سے بھی ان کی قبر پر یا اور موقعہ پر عین بیداری میں ملاقات کی ہے اور ان سے باتیں کی ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ اس طرح پر عین بیداری میں گذشتہ لوگوں کی ملاقات ہوجاتی ہے اور نہ صرف ملاقات بلکہ گفتگو ہوتی ہے اور مصافحہ بھی ہوتا ہے اور اس بیداری اور روزمرہ کی بیداری میں لوازم حواس میں کچھ بھی فرق نہیں ہوتا"۔ (صفحہ ۳۶-۳۷)

اس کتاب میں مذکور بعض شخصیات

پیلاطوس: رومی سلطنت کا گورنر تھا۔

یوسف: پیلاطوس کا ایک معزز دوست تھا اور مسیح علیہ السلام کے پوشیدہ شاگردوں میں داخل تھا۔

قیافا: حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل کے مشورہ کے لئے قوم کے بڑے مولوی قیافا نامی سردار کے گھر اکٹھے ہوئے تھے۔

یوحنا: حضرت یحییٰ علیہ السلام۔

ہابل: ہابیل کو کہتے ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا تھا۔

برخیاہ: انجیل متی کے مطابق زکریاؑ کے باپ کا نام برخیاہ تھا۔

برنیر: ڈاکٹر ہے جو "وقائع سیروسیاحت" کتاب کا مصنف ہے جس میں اس نے لکھا کہ کشمیر کے باشندے دراصل یہودی ہیں۔

شاہ اسور: اس کا پورا نام شالمندر شاہ اسور تھا یہ بادشاہ یہودیوں کو اسیر کر کے کشمیر لے آیا تھا جس کے بعد وہ یہاں کے مختلف علاقوں میں آباد ہوگئے۔

مشکل الفاظ کے معانی

ناپدید	ناپید، تباہ ہونا
تنزّل	زوال۔ درجہ میں کمی ہونا
شورہ پشتی	دنگا فساد
تعزیر	سزا
بَسیط	پھیلا ہوا
تواترات	تواتر کی جمع۔ مسلسل
مخلوط	مل جل جانا
فَرع	شاخ، قسم، نوع
بے مہری	بے رُخی۔ بے توجہی
تہِ تیغ	تلوار کے نیچے یعنی قتل کرنا
عِنان	لگام، باگ
اِتمام حجت	بات کو صحیح طریق پر پہنچا دینا
سربرآوُردہ	سردار، ممتاز، معزز
سہ گوشہ	تین حصوں والا
مُغائرت	غیریت، اجنبیت، بےگانگی

(فرہنگ آصفیہ۔ فیروز اللغات، المنجد عربی)

☆☆☆

تیری ہر ایک اَدا رستہ دکھائے گی ہمیں

اب اِسی دُھن میں بھرے شہر کو جینا ہوگا
تجھ سے ملنے کا بھی کوئی تو قرینہ ہوگا

اشک در اشک تجھے ڈھونڈنے نکلیں گے لوگ
وَصل کے شہر میں فرقت کا مہینہ ہوگا

ہجر کی رات ہے رو رو کے گذاریں گے اِسے
ہر گلی کوچے میں اِجلاسِ شبینہ ہوگا

صبح تقدیر جدھر چاہے گی لے جائے گی
ہم نہیں ہوں گے مقدّر کا سفینہ ہوگا

جم کے رہ جائیں گی عُشاّق کی نظریں اُس پر
تیرے کُوچے میں جو امّید کا زینہ ہوگا

تیری ہر ایک ادا رستہ دکھائے گی ہمیں
تُو نہیں ہوگا ترا دیدۂ بینا ہوگا

تجھ سے ملنے کی فقط اُس کو اجازت ہوگی
جس کے اندر نہ اَنا ہوگی نہ کینہ ہوگا

جس کی پلکوں پہ سجے ہونگے وفا کے موتی
جس کے سینے میں محبت کا خزینہ ہوگا

آنے والے کے گلے لگ کے بلکنے والے
جانے والے نے ترا چین تو چھینا ہوگا

خاکِ ربوہ اسے سینے سے لگا کر رکھنا
آبگینوں سے بھی نازک یہ دفینہ ہوگا

پھر وہی ذکر سرِ وادیٔ سینا ہوگا
وہی ساقی وہی بادہ وہی مِینا ہوگا

شربتِ وصل میں شامل ہے جو زہرِ فرقت
ہے اگر عشق تو یہ زہر بھی پینا ہوگا

تیری کرنوں کو اب اے عہد کے سچے سورج
ہجر کی رات کا یہ چاک بھی سینا ہوگا

حُسن پھر اُترا ہے رُوحوں پہ سکینت بن کر
قافلہ پھر سے رواں سُوئے مدینہ ہوگا

یوں چڑھا ہے جو نئے عہد کا سُورج بن کر
خاتمِ یار کا یہ چوتھا نگینہ ہوگا

اُس کے دربار میں جاؤں گا خطائیں لے کر
میرے ہمراہ ندامت کا پسینہ ہوگا

کشتیٔ نوح میں بیٹھے تو ہو لیکن مضطرؔ
شرط یہ ہے یہیں مرنا یہیں جینا ہوگا

(مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب)

رپورٹ آل پاکستان فٹ بال ٹورنامنٹ

پہلے آل پاکستان فٹ بال ٹورنامنٹ 2001ء کی رپورٹ پیش ہے۔ یہ ٹورنامنٹ 16-17-18 فروری 2001ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوا۔ اس ٹورنامنٹ میں پاکستان کے 9 علاقہ جات سے 21 اضلاع کے 131 کھلاڑیوں اور 20 آفیشلز نے شرکت کی جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	علاقہ	ضلع	کھلاڑی	آفیشلز
1	ربوہ	جھنگ	16	3
2	گوجرانوالہ	گوجرانوالہ	2	3
		نارووال	4	
		سیالکوٹ	9	
		حافظ آباد	1	
3	کراچی	کراچی	16	3
4	حیدر آباد	عمر کوٹ	8	
		حیدر آباد	5	
5	فیصل آباد	فیصل آباد	10	4
		ٹوبہ ٹیک سنگھ	6	
6	سرگودھا	سرگودھا	10	3
		گجرات	1	
		منڈی بہاؤالدین	5	
7	لاہور	لاہور	16	3
8	ملتان	ملتان	2	1
		ساہیوال	2	
		لودھراں	9	
		خانیوال	2	
9	راولپنڈی	اسلام آباد	2	
		چکوال	4	
		راولپنڈی	1	

ٹورنامنٹ کا افتتاح مکرم ومحترم مرزا محمد الدین صاحب ناز استاد جامعہ احمدیہ نے مورخہ 16 فروری 2001ء بروز جمعۃ المبارک دارالرحمت وسطی کی گراؤنڈ میں صبح آٹھ بجے کیا اور اختتام 18 فروری بروز اتوار سہ پہر 5 بجے دارالرحمت وسطی کی گراؤنڈ میں مکرم و

محترم ملک خالد مسعود صاحب ناظر امور عامہ نے کیا۔ ٹورنامنٹ میں کل 18 میچز کھیلے گئے۔ پہلا سیمی فائنل ربوہ اور سرگودھا کے مابین ہوا جو ربوہ نے 0-4 سے جیتا۔ دوسرا سیمی فائنل گوجرانوالہ اور فیصل آباد کے مابین ہوا جو گوجرانوالہ نے 0-2 سے جیتا۔ فائنل میں ربوہ نے گوجرانوالہ سے 0-10 سے کامیابی حاصل کی۔ اس ٹورنامنٹ میں سب سے زیادہ گول کرنے والے مکرم قمر احمد طاہر صاحب علاقہ فیصل آباد رہے جنہوں نے 9 گول سکور کئے۔ مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے ٹورنامنٹ کے لئے درج ذیل انتظامیہ کی منظوری عنایت فرمائی۔

انتظامیہ فٹ بال

ناظم اعلیٰ	مکرم رفیق احمد ناصر صاحب
نگران تیاری گراؤنڈ + آب رسانی وصفائی	مکرم نعیم اللہ ملہی صاحب
نگران خوراک و رہائش	مکرم میر مظفر احمد صاحب
نگران طبی امداد	مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب
نگران رجسٹریشن وانعامات	مکرم اسد اللہ غالب صاحب
نگران نظم وضبط	مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب
نگران مقابلہ جات	مکرم امین الرحمٰن صاحب
نگران سمعی بصری	مکرم فرید احمد نوید صاحب
نگران فٹ بال ٹورنامنٹ	مکرم حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب
نگران رابطہ	مکرم سلیم الدین صاحب
نگران ریفریشمنٹ ومہمان نوازی	مکرم سید میر محمود احمد صاحب

اس ٹورنامنٹ میں مندرجہ ذیل احباب کرام نے ریفری کے فرائض سرانجام دیئے

۱۔ مکرم لطف الرحمٰن صاحب، سرگودھا ۲۔ مکرم مظفر احمد قمر صاحب، ۳۔ مکرم خالد محمود سدھو صاحب ۴۔ مکرم وسیم احمد امتیاز صاحب، ربوہ ۵۔ مکرم محمود احمد جاوید صاحب، سیالکوٹ ۶۔ مکرم احمد داؤد صاحب، کراچی

مندرجہ ذیل احباب نے جیوری کے فرائض سرانجام دیئے

۱۔ مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب ۲۔ مکرم مرزا فضل احمد صاحب ۳۔ مکرم حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب ۴۔ مکرم نعیم اللہ خان ملہی صاحب ۵۔ مکرم سید خلیل احمد شاہ صاحب ۶۔ مکرم منور احمد واہلہ صاحب، ربوہ۔

اسی طرح مکرم خواجہ مبشر احمد صاحب نے بطور معاون گراؤنڈ کی تیاری میں غیر معمولی تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آمین

رپورٹ آل پاکستان بیڈمنٹن و ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ ۲۰۰۱ء

پہلا آل پاکستان بیڈمنٹن و ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ جو ۱۶ مارچ سے ۱۸ مارچ تک ایوان محمود ہال ربوہ میں منعقد ہوا اس کی تفصیلی رپورٹ قارئین کیلئے پیش ہے۔ اس ٹورنامنٹ میں 7 علاقہ جات کے 40 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

علاقہ لاہور 5' علاقہ گوجرانوالہ 3' علاقہ سرگودھا 3' علاقہ فیصل آباد 2' علاقہ کراچی 8' علاقہ راولپنڈی 9' علاقہ ربوہ 10

ٹورنامنٹ کا افتتاح مکرم و محترم جلال الدین صاحب قمر استاد جامعہ احمدیہ و سابق مبلغ بلاد عربیہ نے مورخہ 16/3/2001 کو صبح 8.30 بجے ایوان محمود ہال میں فرمایا۔ جبکہ اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم و محترم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب تھے۔ اس ٹورنامنٹ میں بیڈمنٹن سنگلز میں 22 کھلاڑیوں اور ٹیبل ٹینس سنگلز میں بھی 22 کھلاڑیوں نے شرکت کی اور مجموعی طور پر 57 میچز بیڈمنٹن اور 57 میچز ٹیبل ٹینس کے ہوئے۔ ٹیبل ٹینس سنگلز کا فائنل مکرم رضوان ہارون صاحب ربوہ نے جیتا۔ جب کہ بیڈمنٹن سنگلز کا فائنل عبدالمعطی شاہد ربوہ نے جیتا۔ ٹورنامنٹ کے ٹیم ایونٹ میں 3 بیڈمنٹن اور 3 ٹیبل ٹینس کی ٹیمیں شامل ہوئیں۔ جنہوں نے مجموعی طور پر 8 بیڈمنٹن اور 8 ٹیبل ٹینس کے میچز کھیلے۔ ٹیم ایونٹ' ٹیبل ٹینس میں ربوہ نے پہلی اور کراچی نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ جبکہ ٹیم ایونٹ بیڈمنٹن میں بھی ربوہ نے اوّل اور راولپنڈی نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ بارک اللّٰھم

اس ٹورنامنٹ کے انعقاد کے لئے مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ پاکستان نے مندرجہ ذیل انتظامیہ کی منظوری عنایت فرمائی۔

ناظم اعلیٰ	مکرم رفیق احمد ناصر صاحب
نگران ٹورنامنٹ	مکرم اسد اللہ غالب صاحب
ناظم مقابلہ جات	مکرم امین الرحمٰن صاحب
ناظم آب رسانی وصفائی	مکرم نعیم اللہ ملہی صاحب
ناظم نظم وضبط	مکرم ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب
ناظم روشنی	مکرم مرزا فضل احمد صاحب
ناظم رہائش وطعام	مکرم میر مظفر احمد صاحب
ناظم رجسٹریشن وانعامات	مکرم نصیر احمد انجم صاحب
ناظم سمعی وبصری	مکرم فرید احمد نوید صاحب
ناظم طبی امداد	مکرم ڈاکٹر عامر احمد صاحب
ناظم رابطہ	مکرم سلیم الدین صاحب

فہرست انعامات

بیڈمنٹن سنگل	اوّل	عبدالمعطی شاہد	ربوہ
	دوم	خالد محمود	کراچی
	سوم	تحسین احمد	ربوہ

ٹیبل ٹینس سنگل

اوّل	رضوان احمد ہارون	ربوہ
دوم	افضل احمد	ربوہ
سوم	سعید احمد	ربوہ

بیڈمنٹن۔ٹیم ایونٹس

اوّل	علاقہ ربوہ	عبدالمعطی شاہد، داؤد احمد، تحسین احمد، مرزا مبشر احمد، سید عمران احمد
دوم	علاقہ راولپنڈی	کاشف ہمایوں، معظم ہاشمی، نفیس احمد، قاضی محمد سرور، عمران محمود

ٹیبل ٹینس۔ٹیم ایونٹس

اوّل	علاقہ ربوہ	افضل احمد، رضوان احمد ہارون، راجہ برہان احمد، عابد محمود، سعید احمد
دوم	علاقہ کراچی	عامر احمد، طاہر احمد خان، مقصود احمد مظفر، آفتاب احمد، بشارت احمد

خصوصی انعامات

محمد معظم، لاہور۔کاشف ارشاد، گوجرانوالہ۔احمد ابراہیم، کراچی۔لقمان احمد حیدر، جھنگ۔عطاء السلام، لاہور۔فاروق رشید، راولپنڈی۔
بشارت احمد اکبر، معاون رہائش۔افضل احمد، معاون طبی امداد

مجموعی طور پر اوّل ٹرافی: بیڈمنٹن، ربوہ۔ٹیبل ٹینس، ربوہ

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے چند پہلو

(مکرم عطاء الرقیب منور صاحب۔ گوجرانوالہ)

خدمت دین

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو بچپن ہی سے خدمت کے مواقع ملے ان سے آپ نے بھرپور فائدہ اُٹھایا اور عمر کے لحاظ سے جو بھی کام کر سکتے تھے وہ کئے اور کبھی نہ سوچا کہ اب بس کریں اور گھر کو لوٹیں۔ چنانچہ آپ نے ایک دفعہ فرمایا:۔

''ہم نے بچپن کی عمر میں بھی یہ کبھی نہ سوچا تھا کہ ہماری چند گھنٹے کی ڈیوٹیاں لگیں گی یعنی یہ کہا جائے گا کہ تم پانچ گھنٹے کام کرو اور باقی وقت تم آزاد ہو۔ ہم صبح سویرے جاتے تھے اور رات کو دس گیارہ بجے گھر واپس آتے تھے وہ فضا ہی ایسی تھی اور ساروں میں ہی خدمت کا جذبہ تھا کوئی بھی اس جذبہ سے خالی نہ تھا۔ مجھے یاد ہے کہ بعض دفعہ ماموں جان (حضرت میر محمد اسحاق صاحب) کہتے تھے کہ اب تم تھک گئے ہو۔ کھانے کا وقت ہو گیا ہے اب تم جاؤ لیکن ہمارا گھر جانے کو دل نہیں چاہتا تھا بس یہی ہوتا تھا کہ دفتر میں بیٹھے ہیں اور اپنی عمر کے لحاظ سے جو کام ملتا ہے وہ کر رہے ہیں''۔ (تشحیذ الاذہان اپریل، مئی 1983ء صفحہ 10)

آپ کا ایک اور واقعہ آپ کے بچپن کے ساتھی ملک محمد عبداللہ صاحب سابق لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ یوں بیان کرتے ہیں کہ:۔

''1928ء میں جب مدرسہ احمدیہ سے الگ جامعہ احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب بھی جامعہ کے ابتدائی طلبہ میں شامل تھے۔ جامعہ کی عمارت تعلیم الاسلام ہائی سکول اور بیت النور کے قریب ایک چھوٹی سی کوٹھی میں تھی جو جامعہ کی چار مختصر کلاسوں کے لئے کافی تھی۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حضرت صاحبزادہ کو خیال آیا کہ اگرچہ بیت النور بھی قریب ہے مگر انفرادی طور پر نماز ادا کرنے کے لئے کوئی جگہ ہونی چاہیے چنانچہ کوٹھی کے ایک جانب نماز کی ادائیگی کے لئے 4x6 فٹ چبوترہ بنانے کا پروگرام بنا۔ یہ سب کام طلبہ نے خود ہی کیا جس میں صاحبزادہ صاحب نے بھرپور حصہ لیا۔ شام تک یہ چبوترہ اینٹوں اور گارے سے مکمل ہو گیا'' (حیات ناصرؒ صفحہ 57-56)

آپ کی بہن حضرت سیدہ ناصرہ بیگم اپنے ایک مضمون بعنوان ''میرے پیارے بھائی جان'' میں آپ کے بچپن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ:۔

''بچپن سے ہی جماعتی کاموں میں دلچسپی لیتے اور ہر موقع پر جب بھی سلسلہ کے کسی کام کے لئے ضرورت ہوتی خدمت دین میں لگ جاتے۔ خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ہی دین کی خدمت کا شوق اور بے لاگ جذبہ دل میں پیدا کیا تھا وہ سلسلہ اور (دین حق) کے جاں نثار، بہادر، جری سپاہی تھے''۔

(ماہنامہ مصباح، دسمبر 1982ء صفحہ 72)

بہادری

صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ لکھتی ہیں:۔

''حضور بچپن سے ہی ہمت اور حوصلہ والے اور بڑے بہادر تھے۔ کسی کی جان بچانی ہو تو اپنی جان کی پرواہ بالکل نہ کرتے ایک بار جب آپ بالکل چھوٹے تھے آپ اور آپ کی

چھوٹی بہن صاحبزادی ناصرہ بیگم موم بتی کے پاس کھیل رہے تھے کہ اچانک بہن کے بالوں کو آگ لگ گئی اور بھائی نے اپنی پروانہ کرتے ہوئے اپنے ننھے منے ہاتھوں سے اس آگ کو بجھایا اور خدا کے فضل سے بہن جلنے سے بچ گئی۔ اس واقعہ سے آپ کی حاضر دماغی اور بلند ہمت اور جرأت کا پتہ چلتا ہے"۔

(تشحیذ الاذہان اپریل، مئی 1983ء صفحہ 47)

ایک مرتبہ جامعہ احمدیہ کے زمانے میں آپ قادیان میں ہاکی کھیل رہے تھے کہ سکھوں کے شرارت کرنے کی کوئی خبر پہنچی۔ آپ بڑی دلیری سے ہاکی لے کر وہاں سینکڑوں سکھوں کا مقابلہ کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ کرنل ریٹائرڈ صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"شاید 1929ء کا زمانہ تھا۔ حضرت مصلح موعود کشمیر گئے ہوئے تھے۔ آپ جامعہ احمدیہ کھلنے کی وجہ سے پہلے واپس آ چکے تھے۔ شاید ستمبر کا مہینہ تھا۔ حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب موضع کھارا سے دوڑتے ہوئے آئے کہ سکھوں نے ہماری فصلوں میں اونٹ چھوڑ دیئے ہیں اور شرارت سے بلوہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ آپ اس وقت ہاکی کھیل رہے تھے۔ بائیس تئیس نوجوان کھیل میں موجود تھے۔ آپ کھیل کو چھوڑ کر ان جوانوں کو لے کر موضع کھارا کی طرف دوڑ پڑے۔ اس وقت موضع کھارا کی حد پر سینکڑوں سکھ تھے جو ہر قسم کے اسلحہ سے مسلح لڑائی کے لئے تیار تھے۔ آپ پہلی پارٹی کے ساتھ پہنچے جس کے پاس صرف ہاکیاں تھیں۔ بعد میں گو اپنے سینکڑوں لوگ وہاں پہنچ گئے مگر آپ سب سے پہلے پہنچنے والوں میں سے تھے۔ ایسے موقعوں پر ڈر اور خوف تو آپ کے کبھی قریب بھی نہیں پھٹکتے تھے۔

(ماہنامہ خالد اپریل، مئی 1983ء صفحہ 92)

شرم وحیا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی شرم وحیا کی صفت سے نوازا ہوا تھا۔ جیسا کہ اس واقعہ سے ظاہر ہے۔ ایک صاحب نے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو اپنے خط میں لکھا کہ:۔

"میرے آقا زادہ! کوئی چونتیس پینتیس سال کی بات ہے کہ وٹرنری کالج کے تین طالب علموں کو جن میں سے ایک یہ خاکسار بھی تھا کہ حضور اقدس (حضرت خلیفہ ثانی) سے شرف ملاقات کا ایک موقع حاصل ہوا۔ اثنائے گفتگو یکا یک قطع کلام کرتے ہوئے حضرت اقدس نے فرمایا: اسلام کی نشاۃ اولیٰ کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان میں شرم و حیا بے انتہا تھی۔ یہی حال میاں ناصر احمد کا ہے اور یہ بھی مجسم شرم وحیا ہے"۔ (الفرقان دسمبر 1965ء صفحہ 6)

عفوودرگذر

محترم سید عبدالحئی صاحب ناظر اشاعت لکھتے ہیں:۔

"حضور بڑی بارعب شخصیت کے مالک تھے لیکن دل بہت نرم تھا اور اس نرمی پر آسانی سے کسی کو آگاہ نہیں ہونے دیتے تھے۔ میرے ایک بزرگ خواجہ عبدالعزیز ڈار آسنور مقبوضہ کشمیر کے ایک مخلص احمدی تھے۔ بڑھاپے سے پہلے طبیعت کے بہت تیز تھے۔ حضور جن دنوں صدر، صدر انجمن احمدیہ تھے خواجہ صاحب کا ایک احمدی کے ساتھ لین دین کا معاملہ تھا جس کی شکایت انہوں نے حضور کو بھی کی تھی۔ اسی سلسلہ میں آپ نے حضور کی خدمت میں چند خط ایسے بھی لکھے جن کا لہجہ درشت تھا۔ حضرت مصلح موعود کی وفات پر جب انتخاب خلافت کا مرحلہ آیا تو خواجہ صاحب بڑے پریشان تھے۔ پریشانی کا ایک حصہ تو اس طرح دور ہو گیا کہ آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ حضور خلیفہ منتخب

ہوں گے اور حکم ہوا اسمعوا و اطیعوا اس لئے انشراح سے حضور کی بیعت تو کر لی لیکن حضور کے سامنے آنے سے ہچکچاتے تھے۔ دل میں احساس تھا کہ میں نے حال ہی میں حضور کے نام بڑے تیز خط لکھے ہیں۔ حضور انہیں بھول تو نہیں سکتے۔ ایک دن جرأت کر کے ملاقات کے لئے نام لکھوایا تو حضور نے باوجود نام آخر پر ہونے کے خواجہ صاحب کو پہلے بلوایا۔ اُٹھے، بغلگیر ہوئے اور بڑی شفقت سے حالات پوچھے اور خواجہ صاحب کا حال یہ تھا کہ آنسو رواں تھے۔ بات کر نہیں پاتے تھے۔ حضور نے فرمایا خواجہ صاحب میں اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے دعا کروں گا بعد میں خواجہ صاحب حضور سے بہت بے تکلف ہو گئے تھے لیکن حضور نے کبھی ماضی کی طرف اشارہ نہیں کیا''۔

(الفضل ۱۲ مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ ۸۱)

عجز وانکسار

چوہدری شبیر احمد صاحب ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:-

''عاجز کو تقریباً ۱۹۶۰ء سے حضور پُر نور کے ساتھ مجلس انصار اللہ کے دورہ جات میں گاہے گاہے رفاقت کا شرف حاصل رہا۔ حضور انور سب ہم سفر خدام سے برابری کا سلوک فرماتے۔ کسی کو احساس کمتری نہ ہونے دیتے۔ تقریر فرماتے تو سراسر عجز وانکسار کا اظہار ہوتا اور زیادہ تر اسی کی تلقین فرماتے۔ صدر مجلس ہونے کے باوجود نمازوں کی امامت دوسروں سے کرواتے۔ نمائش سے کوسوں دور رہتے۔...... مکرم محمد احمد صاحب حیدر آبادی حضور انور کے معتمد علیہ ڈرائیور تھے۔ نظم خوانی میں بھی مہارت تھی۔ وہ اچھے رفیق ثابت ہوئے تھے۔ حضور انور چلتی گاڑی میں بھی ہم سے نظمیں سماعت فرماتے۔

ایک دفعہ دوران سفر عاجز نے دیکھا کہ آپ کو جو بچہ بھی نظر آتا اس کو سلام کرتے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ کسی خادم نے اس کی وجہ پوچھی تو حضور نے فرمایا کہ یہ نسل مستقبل میں احمدیت میں آنے والی ہے......

ایک مرتبہ ساہیوال میں اجتماع انصار اللہ تھا جس میں حضور انور نے بحیثیت صدر مجلس انصار اللہ شرکت کی۔ رات کے وقت سونے کے لئے چارپائیوں کا اہتمام ہوا تو اس میں حضور انور نے کسی امتیازی جگہ کو قبول نہ فرمایا۔ حضور کی چارپائی کے ساتھ ناچیز کی چارپائی تھی۔ حضور تہجد کی ادائیگی فرماتے مگر کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دیتے۔ انتہائی تخلیہ میں یہ عبادت پسند فرماتے کیونکہ حضور زہد واتقاء کے اظہار کو ناپسند فرماتے تھے۔ عجز وانکسار کا یہ عالم صرف اولیاء اللہ کے حصہ میں ہی آتا ہے۔ (ماہنامہ مصباح دسمبر 1982ء صفحہ 84)

توکل علی اللہ

۱۹۷۱ء میں ایک مرتبہ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور حضور گھوڑے سے گر گئے اور کافی عرصہ زیر علاج رہے۔ حضور کو سخت بستر پر سونا پڑا۔ ان ایام کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:-

''خدا کی یہ شان ہے کہ جب ۱۹۷۱ء کے شروع میں میں گھوڑے سے گرا اور علاج کے لئے کئی مرحلوں سے مجھے گزرنا پڑا تو اس سے میرے گھٹنے Stiff ہو گئے۔ ایک ڈاکٹر صاحب مجھے کہنے لگے۔ یہ تو اب ٹھیک ہو ہی نہیں سکتے۔ میں نے کہا۔ میں نے تمہیں خدا کب مانا ہے؟ میں تو اللہ کو مانتا ہوں اور اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں جو قادر مطلق ہے اس کے سامنے کوئی چیز انہونی نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور یہ تکلیف دور ہو گئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ (حیات ناصر صفحہ ۶۳۲)

☆☆☆

کمپیوٹر ڈیسک

(مکرم شیخ نصیر احمد صاحب)

ہاں تو دوستو! کیا حال ہے؟ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ اصل میں مَیں تو یہ چاہتا تھا کہ آپ کو کمپیوٹر ہارڈ ویئر کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات بہم پہنچا سکوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک آپ کمپیوٹر کا آپریشن سمجھنے کے قابل نہیں ہو جائیں گے آپ ہارڈ ویئر یعنی کمپیوٹر کے فزیکل پارٹس کے بارے میں نہیں سمجھ سکتے۔ ہارڈ ویئر سے آپ یہ نہ سمجھیں کہ اس میں ہتھوڑی اور کیل پکڑ کر آپ کمپیوٹر کے گرد ہو جائیں گے اور کمپیوٹر آگے آگے اور آپ پیچھے پیچھے...... اصل میں کمپیوٹر میں صرف ہارڈ ویئر ہی نہیں ایک اور بھی لفظ استعمال ہوتا ہے --- سافٹ ویئر--- ہارڈ ویئر کی مثال انسانی جسم کی ہے جس میں ہاتھ، پاؤں، ناک، کان، سر اور اندرونی طور پر دل، پھیپھڑے، جگر وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن جس طرح انسانی جسم روح کے بغیر مردہ ہے اسی طرح کمپیوٹر کا ہارڈ ویئر بھی ایک روح کے بغیر مردہ ہے جسے سافٹ ویئر کہتے ہیں۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کو کسی قسم کی عقل سمجھ نہیں ہوتی اور وہ جیسے جیسے بڑا ہوتا جاتا ہے اپنے والدین، بہن بھائیوں اور اردگرد کے ماحول سے سیکھتا جاتا ہے اور ہر قسم کی نئی بات اس کے دماغ میں محفوظ ہوتی جاتی ہے۔ کچھ باتیں اس کے ذہن میں مستقل طور پر ڈیرہ جمائے رکھتی ہیں جیسے اس کا نام کیا ہے؟ اس کے والدین کون ہیں؟ اس کا گھر کہاں ہے؟ اور بولنے کے لئے الفاظ کا ذخیرہ وغیرہ اور بعض قسم کی باتیں اس کو عارضی طور پر یا کچھ دیر کے لئے یاد رہتی ہیں پھر محو ہو جاتی ہیں مثلاً جب وہ سکول جاتا ہے تو راستے میں مختلف لوگوں کو دیکھتا ہے...... آس پاس سے مختلف قسم کے پرندوں کی آوازیں سنتا ہے یا رات کو خواب دیکھتا ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان سب باتوں کا اس کے ذہن بہت کم اثر ہوتا ہے گو کہ وہ ان باتوں سے بھی بہت کچھ سیکھ جاتا ہے۔

کمپیوٹر کی مثال بھی اسی طرح کی ہے یعنی اس کو بھی بعض باتیں مستقل طور پر یاد رہتی ہیں چاہے کمپیوٹر بند ہو یا چل رہا ہو اور بعض عمل چاہے وہ وقتی طور پر کرتا ہے لیکن ان سے بھی سیکھتا ہے لیکن یاد صرف اس وقت تک ہی رکھتا ہے جب تک کہ بجلی کی رو اس میں دوڑ رہی ہوتی ہے۔ جب اسے آف کر دیا جاتا ہے تو وہ سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اس بارے میں مزید معلومات کے لئے ہم آئندہ شمارے میں پڑھیں گے اور کمپیوٹر کے بنیادی ڈھانچے کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔ مثلاً ریڈ اونلی میموری، رینڈم ایکسس میموری، سی پی یو کے حصے، اِن پُٹ اور آؤٹ پُٹ۔

تقریب شادی

مکرم خالد سلیم صاحب ابن مکرم سلیم احمد صدیقی صاحب سکنہ ریلوے کے ضلع سیالکوٹ نائب قائد اوّل و معتمد علاقہ گوجرانوالہ کی شادی مکرمہ شازیہ انجم صاحبہ بنت مکرم منظور احمد صاحب سکنہ راہوالی ضلع گوجرانوالہ کے ساتھ 3 فروری 2001ء کو انجام پائی۔ 4 فروری کو ریلوے کے میں ولیمہ کی تقریب ہوئی جس میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت فرمائی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ شادی فریقین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت بنائے۔ آمین

تقریب شادی

مکرم مشتاق احمد صاحب ولد مکرم محمد انور صاحب (بشیر آباد ربوہ) کارکن مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی شادی مکرمہ عشرت محمود صاحبہ بنت مکرم محمود احمد خان صاحب آف مجوکہ ضلع خوشاب کے ساتھ ۱۳ مئی ۲۰۰۱ء کو انجام پائی۔

۱۴ مئی کو ایوان محمود میں ولیمہ کی تقریب ہوئی جس میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

اعلان ولادت

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم سعید احمد طاہر صاحب آف حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کو دو بیٹیوں کے بعد مورخہ ۱۴ مئی ۲۰۰۱ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے جو وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت بچے کا نام "عطاء الحئی کریم" عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری غلام محمد صاحب آف حویلی لکھا کا پوتا اور مکرم مبارک احمد خالد صاحب مرحوم (سابق مینیجر و پبلشر خالد و تشحیذ) کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ بچے کو صحت اور درازئ عمر سے نوازے۔ دین کا خادم اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ (آمین)
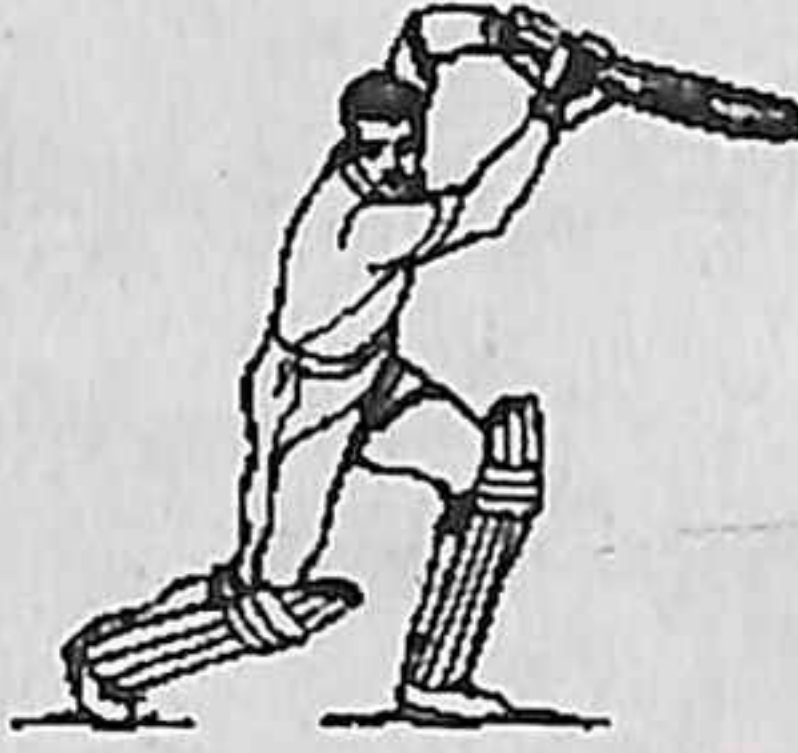
ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہو

Monthly KHALID C. Nagar
Editor: IsfandYar Muneeb
June 2001
Regd. CPL # 139

قیادت نارتھ کراچی علم انعامی حاصل کرنے کے بعد

محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کے ہمراہ آپ کے دائیں طرف مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور بائیں طرف مکرم امیر صاحب ضلع کراچی تشریف فرما ہیں

آل پاکستان فٹ بال ٹورنامنٹ
16 تا 18 فروری 2001ء
محترم مرزا محمد الدین ناز صاحب
استاذ جامعہ احمدیہ افتتاحی خطاب فرماتے ہوئے۔

مہمان خصوصی
محترم مولانا جلال الدین قمر صاحب سٹیج پر تشریف فرما ہیں۔